Registered. L. No 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر ۱۳	ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے	جلد ۳۷

اصلاح! اصلاح!! اصلاح!!!

کرسچن لٹریچر سوسائٹی کی طرف سے اصلاح کے متعلق چھ ضروری اور مفید کتابیں شائع کی گئی ہیں۔ ان مفید رسالوں کو ہر ایک حب الوطن ہر ایک طالب العلم کو ہر ایک سناد کو بلکہ ہر ایک کو جو اُردو پڑھ سکتا ہے پڑھنا ہے ❖

(۱) اصلاح حفظ صحت

اس میں حفظ صحت کے قواعد پر عمل کرنے کے فواید۔ بیماری سے کیونکر محفوظ رہ سکتے ہیں حفظان صحت کی ترقی کیلئے کوشش اور ضروری تجاویز وغیرہ کا بیان کیا گیا ہے قیمت ا؍

(۲) زراعتی اصلاح

اس میں ہندوستان کی زمین اور زمیندار۔ گورنمنٹ کا فرض تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا فرض۔ ہندوستانی علم نباتات اور فن باغبانی کے علاوہ۔ بابو ایس پی چیٹرجی۔ سر جان بنکس کا احوال بیان کیا گیا ہے قیمت ا؍

(۳) صنعت و دستکاری کی ترقی

اس میں تمہید کے بعد صنعت و دستکاری کی ترقی کے متعلق روئی کے کارخانوں۔ صنعت جوٹ۔ بافندگی ریشم کی پیداوار۔ دباغی۔ لوہے کے کارخانوں۔ ساخت شیشہ و دیگر مصنوعات ہند کی ترقی کے علاوہ مسٹر جے۔ این ٹاٹا حرفت ہند کے اعلیٰ کپتان۔ راجہ رام موہن رائے اور بحری سفر اور مشہور پارسی سر جمشید جی جی جی بھائی کا احوال بیان کیا گیا ہے قیمت ۲؍

(۴) افلاس ہند کے قابل علاج و اسباب

تمہید کے بعد اُن اسباب کا بیان کیا گیا ہے جو لوگوں کی عادت سے متعلق ہیں مثلاً شادیوں اور شرادھوں کے موقعہ پر فضول خرچی مقروض ہونے کی طرف میلان۔ قرض سے کیونکر بچ سکتے ہیں روپیہ کو منافع پر لگانے کے بجائے زیورات میں بند کر رکھنا۔ نامناسب خیرات۔ ناعاقبت اندیشانہ اور لاپرواہی کی شادی۔ افیون گانجا اور شراب۔ قیمت ا؍

(۵) اصلاح تمدن

اس میں تمدن کے متعلق تمام ضروری اصلاح طلب امور کا ذکر اور ہر ایک امر کے متعلق مشہور ریفارمر کا بیان کیا گیا ہے اور ان باتوں کا ذکر کیا گیا ہے جن سے حقیقی اصلاح ہو سکتی ہے قیمت ۵؍

(۶) اصلاح اخلاق

اس میں راست گوئی پوتیس پاک دامنی ٹیمپرنس۔ اخلاقی دلیری وغیرہ کا مفصل بیان کر کے اُن کے متعلق اصلاحوں کا ذکر کیا گیا ہے قیمت ۳؍

دلچسپ کہانیاں

رام پال سنگھ	اردو ۳؍	رومن	۸؍
چندر سیلا	"		۲؍
چندر سیلا	مجلد		۶؍
عزت ہمیشال	"	۳؍	۵؍
عزت ہمیشال			۸؍
تلاش حق	"		۳؍
تلاش حق	"		۶؍
شریف بیبیاں	"		۳؍
شریف بیبیاں	"		۶؍
حالات جاپان	"	۲؍	۸؍
دولت لازوال	"		۳؍
دولت لازوال			۵۰ و ۵

متفرق کتابیں

سنیہ باتصویر	نیا ایڈیشن	۴؍
مسیح کی تعلیم	اردو	۳؍
مسیح کی تعلیم	رومن	۸؍
مسیح کی تعلیم	مجلد	۱۲؍
ہدایت تیمارداراں		۴؍
کشف الحقائق		۸؍
رسالہ شادی		۸؍
آواگون یا آئندہ زندگی		۲؍
وشنو کے دس اوتار		۲؍
رشیوں کے آبائی وطن		۲؍
ویدک تصنیفات		۱؍

ملنے کا پتہ

تمام کتابیں ریلیجس بک سٹور لودیانہ سے بذریعہ وی پی پیکیٹ یا نقد قیمت پر مل سکتی ہیں

نورافشاں

لودیانہ۔ جمعہ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

ایک بادشاہ نے دوسرے بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے پاس نیلے رنگ کا سور جس کی دُم سیاہ ہو بھیجدو۔ ورنہ . . . .

اس کے جواب میں دوسرے بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تمہارے ہاں اس قسم کا سور نہیں ہے اگر ہوتا تو . . . . .

اس جواب کو سنتے ہی لڑائی کا سامان تیار کر کے حملہ کیا گیا۔ بڑے قتال وجدال کے بعد دونوں نے صُلح کرنی چاہی لیکن صُلح کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوا کہ اپنے اپنے پیغام کا بیان کریں دوسرے بادشاہ نے پہلے سے پوچھا کہ آپکا اس پیغام سے کہ "تمہارے پاس نیلے رنگ کا سور جس کی دُم سیاہ ہو بھیجدو ورنہ . . . کیا مطلب تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میرا مطلب یہ تھا کہ اگر سیاہ دم والا نیلا سور نہ ملے تو کسی اور رنگ کا ہی بھیج دینا۔ مگر آپ کے اس کہنے سے کہ "ہمارے ہاں اس قسم کا سور نہیں ہے اگر ہوتا تو . . . کیا مطلب تھا۔ جواب دیا کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر ہوتا۔ تو میں بھیجدیتا۔

دونوں ایک دوسرے کے جواب سے خوش ہو گئے اور صُلح ہو گئی۔ اکثر لڑائیاں جو ایک دوسرے میں ہوتی ہیں اسی طرح کی بے بنیاد اور بیہودہ باتوں پر ہوتی ہیں جیسا کہ سیاہ دُم والے نیلے سور کی بابت دونو بادشاہوں کا جنگ کرنا بیہودہ اور بے وقوفی تھی۔ اگر لوگ کسی بات پر غصہ ہو کر اپنے بھائی سے لڑنے کے بجائے نرمی اور حلیمی سے حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کیا کریں تو دیکھینگے کہ لڑائی کرنے کی کوئی بھاری وجہ نہیں ہے۔

پونا میں بچوں کی حفاظت کرنے والی سوسائٹی کے سالانہ جلسے میں بچوں کے بچانے کے کئی دردناک واقعات کا بیان کیا گیا۔ یہ سوسائٹی کئی سال سے ان بچوں کی جو ہندوؤں کے مندروں میں سپرد کئے جاتے ہیں اور جن کو مُرلی کہتے ہیں تعلیم میں بہت کوشش کر رہی ہے اور اس میں بہت کچھ کامیابی بھی ہو چکی ہے وہ مخالفت جو شروع میں کی جاتی تھی اب بہت کچھ جاتی رہی ہے پچھلے سال علاوہ کئی بچوں کے دو یورپشین بچے بھی بچائے گئے۔ ان میں لڑکی بعمر گیارہ سال اور لڑکا بعمر ۹ سال تھا۔ اُن کے والدین شراب کے سبب سے تمام ملک میں اِدھر اُدھر مارے پھرتے تھے اور بچوں کا بہت ہی بُرا حال تھا ستارا کے کلکٹر صاحب نے اُن کی بُری حالت پر ترس کھا کر سوسائٹی کے سپرد کر دیا۔ اب وہ بنگلور کے کامپانگ ہوم میں تعلیم پا رہے ہیں اس قسم کی سوسائٹی کا ہر ملک اور ہر صوبہ بلکہ ہر شہر میں ہونا ضروری ہے۔

بائبل کے عجیب اثر کی نسبت انگریزی اخباروں میں ایک واقعہ شایع ہوا ہے جس میں ایک وحشی سردار نے انگلستان کے عالم و مہذب دہریہ کو بہت ہی عمدہ اور باموقع جواب دیا۔ قصہ یہ ہے کہ برطانیہ کے ایک دہریہ لارڈ نے آدم خور وحشیوں کے ایک ملک میں سفر کرتے ہوئے ان کے سردار سے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے بے وقوف ہو کہ مشنریوں کی باتوں کے سننے کیطرف مائل ہوئے۔ اب کوئی اس پرانی کتاب پر جس کو بائبل کہتے ہیں۔ اور یسوع مسیح کی کہانی پر یقین نہیں کرتا۔ لوگ اب زیادہ عالم ہو گئے ہیں۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ تم ایسے بے وقوف ہو کہ تم نے ان باتوں پر یقین کر لیا۔ سردار نے یہ سنکر کہا۔ کیا آپ اس پتھر کو جو سامنے پڑا ہے دیکھتے ہیں؟ اس پر ہم اپنے قیدیوں کو ان کے سر پھوڑ کر مار ڈالا کرتے تھے۔ کیا آپ اس سے پرے ایک تنور کو دیکھتے ہیں۔ اس میں ہم انسانی بدنوں کو بھون کر کباب کیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ نیک مزاج مشنری یہاں نہ آتے اور بائبل کو ساتھ نہ لاتے۔ اور یسوع مسیح کی محبت جس نے ہم کو وحشی پن سے تبدیل کر کے خدا کے فرزند بنا دیا ہے ہم پر ظاہر نہ کرتے تو آپ اس جگہ سے صحیح و سلامت واپس نہ جا سکتے۔ آپ کو انجیل کے لئے خدا کا شکر کرنا چاہئے ورنہ ہم آپ کو قتل کر کے اس تنور میں کباب کر کے کھا جاتے۔

ایلور (مدراس) میں مدراس کے لارڈ بشپ کے تشریف لے جانے پر ہندوستانی مسیحی جماعت کے پاسبان پادری ایس۔ وی ٹامس صاحب نے ایک ایڈرس پیش کیا۔ اُس ایڈرس کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع ایلور میں مسیحی جماعت اچھی ترقی کر رہی ہے۔ مثلاً بپتسمہ یافتہ مسیحیوں کی تعداد ۹۳۳۵ ہے سنہ ۱۹۰۸ء میں ۳۴۳ کو بپتسمہ دیا گیا۔ عشائے ربانی کے شرکا کا شمار ۱۷۶۲ ہے مشن کے ملازم ۱۴۰ اور سکول ۸۳ ہیں۔ جن میں ۲۰۵۵ طلبا تعلیم پاتے ہیں

پچھلے دنوں حضور وائسرائے صاحب کی دختر لیڈی وائیولیٹ ایلیٹ کی شادی سے چند دن پیشتر بنگال کی انڈین کرسچن ایسوسی ایشن کے ایک ڈیپوٹیشن نے ایک ایڈریس حضور وائسرائے صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اُس تقین سے جو اس موقعہ پر حضور وائسرائے صاحب بہادر کی طرف سے دلایا گیا۔ یہ خیال کہ ریفارم سکیم سے مسلمانوں اور زمینداروں اور دیگر اقوام کو تو فایدہ حاصل ہوگا مگر ہندوستانی مسیحیوں کو کچھ فایدہ نہیں پہونچیگا۔ دور کیا گیا ہے ایڈریس کے جواب میں حضور وائسرائے صاحب نے امید دلائی ہے کہ ریفارم سکیم سے بہت مفید نتیجے پیدا ہونگے اور گورنمنٹ اس کمیونٹی کے جس کی طرف سے یہ ایسوسی ایشن قایم ہے حقوق کا خیال رکھیگی۔ ہمیں امید ہے کہ تمام ملک کے حاکم حضور وائسرائے کے اس تقین کا فایدہ ہندوستانی

مسیحی جماعت کو دیں گے۔ اگر ہم سے رنجام سکیم کی نسبت کچھ تھا کی حیثیت میں کسی قسم کی مایوسی کا اظہار نہیں کیا تو اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہم اپنے حقوق کی نسبت لاپرواہ ہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے ہمیشہ گورنمنٹ کے انصاف پر بھروسہ کیا ہے۔ ویسا ہی اس موقعہ پر بھی ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر پورا اعتماد ہے۔ اگرچہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں تو بھی تعلیم اور گورنمنٹ کی وفادار رعیت ہونے کے سبب ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کے دلی خیرخواہ اور فرمانبردار ہیں۔ ہم حضور وائسرائے صاحب بہادر کا اس مہربانی سے پرتقین کے لئے شکریہ ادا کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ ہندوستان کے مختلف صوبوں کی لوکل گورنمنٹیں مسیحیوں کے حقوق کا خیال رکھیں گی

صوبہ مدراس کے ضلع ٹنڈورا میں کسی کلیسیا کے متعلق سیلف سپورٹ کے طریقوں اور وسیلوں پر غور کرنے کے لئے ایک کمیٹی منعقد ہوئی ایک ہندوستانی مسیحی لیڈی نے اس جلسے میں سیلف سپورٹ کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایتیں پیش کیں جن کو ناظرین کی توجہ اور غور کے لئے ترجمہ کر کے پیش کرتے ہیں۔

(۱) ہندوستانی مسیحی کمیونٹی خاصکر جوانوں کو یورپین اور امریکن مشنریوں کی طرف سے ہر قسم کی مناسب سہولیت ہونی چاہئے کہ حتی الوسع مشن سے باہر کام کر سکیں۔

(۲) اس مقصد کو برلانے کے لئے مشنریوں کو واجب ہے کہ اُن کی تعلیم میں جہاں تک دلچسپی لے سکتے اور مدد کر سکتے ہیں وہاں تک دلچسپی لینے اور مدد دینے میں دریغ نہ کریں۔

(۳) وقت اور بے وقت تمام موقعوں پر مشنریوں اور ہندوستانی خادم الدینوں کو چاہئے کہ ہندوستانی مسیحی کمیونٹی کو ترغیب دیں کہ وہ کمیونٹی کی تعلیم اور کلیسیائی سپورٹ اور انتظام کی ذمہ داری کے بوجھ کو اپنے اوپر اٹھائیں۔

(۴) (الف) ہر ایک خاندان سے وعدہ لینا چاہئے۔ کہ ہر حالت میں کلیسیائی سپورٹ کے لئے اپنی آمدنی کا دسواں حصہ ہمیشہ مقرر دیا کرے۔

(ب) محبت اور کلیسیائی انتظام اور تنبیہ سے خاندان کے تمام ممبروں کی آمدنی کا دسواں حصہ باقاعدہ وصول کرنے کی کوشش کرنا چاہئے۔

(۵) جہاں تک ہو سکے لوگوں کو سکھلانا چاہئے کہ کافی چار تمباکو وغیرہ فضول اشیاء کا استعمال ترک کر کے اس کا دام خیرات میں دیکر خود انکاری ظاہر کیا کریں۔

(۶) کلیسیا کے ممبروں کو خصوصاً اور تمام مسیحیوں کو عموماً ہمیشہ شخصی گفتگو اور گرجا کی وعظ و نصیحت کے وسیلے بڑی سرگرمی سے بتلانا چاہئے کہ الٰہی حکمت اور انتظام یہ ہے کہ انسانی وسیلوں سے مسیح کی بادشاہت اس دنیا پر قائم کی اور پھیلائی جاوے خدا اپنے فضل اور روح القدس کے وسیلے ہماری مدد کرتا ہے۔ دیگر وسیلوں کے علاوہ دسویں حصے کے دینے پر بہت زور دینا چاہئے۔

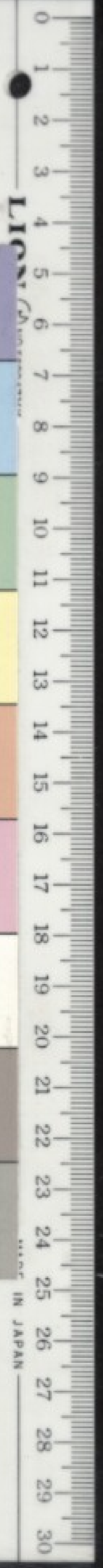
(۷) کوشش کرنی چاہئے کہ اتوار کے روز کوئی شخص گرجے میں خالی ہاتھ نہ آوے کم از کم پیسہ تو ضرور چندے میں ڈالا کرے

آریا گزٹ لاہور مورخہ ۲ اگست ۱۹۰۵ میں کرسچن ہسپتال کا عنوان دیکر کرسچن ہسپتالوں سکولوں اور دیگر انسٹی ٹیوشنوں کو ملک کے لئے نقصان دہ ٹھہرا کر مثال کے طور پر مس راج کی طرف سے ایک درخواست نقل کی ہے۔ اس درخواست میں مس راج نے اپنے تئیں ہندو بیوہ ظاہر کیا ہے اور بیماری کے باعث فیروزپور کے زنانہ مشن ہسپتال میں جانے اور اپنے کرسچن ہونے کا بیان کر کے بتلایا ہے کہ شریمان لالہ ڈوگر رام سیوک آریا سماج کے وسیلے معلوم ہو گیا کہ بائبل کے ماننے سے نجات نہیں ہو سکتی۔ اب ویدک دھرم پر ایمان لانا پسند کرتی ہوں۔ مجھے شدھ کیا جاوے۔

اس بیان کو پڑھکر ہم نے فیروزپور کے مشن ہسپتال سے دریافت کیا۔ جواب ملا کہ اس نام کی کوئی ہندو بیوہ نہ تو ہسپتال میں آئی اور نہ ہی مسیحی ہوئی۔ اور نہ ہی بقول آریا گزٹ شدھ ہو کر آریا سماج میں شامل کی گئی۔ مزید برآں لالہ ڈوگر رام نے جس کا مس راج کی درخواست میں حوالہ دیا گیا ہے ایک خط کے وسیلے ہمیں اطلاع دی ہے کہ اس عورت کا نام جس کو آریا گزٹ نے مس راج لکھا ہے اس کا نام راجو ہے اور یہ ذات کی مسلمانی ہے اور اس کا خاوند زندہ ہے اور تنازع خانگی سے اپنے شوہر سے لڑ پڑی تھی اور یہ طلاقنامہ (؟) ایک طلاقنامہ جو اشتام کے کاغذ پر کا کا ولد تھو کی طرف سے لکھا ہوا ہے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ (ایڈیٹر) اس نے نیا تھا اور بمقام لاہور مجھ کو ملی تھی جسکو میں نے لالہ جسرراج پریذیڈنٹ کے پاس پیش کیا تھا کہ یہ مسلمانی ہے اور شدھ ہونا چاہتی ہے۔ انہوں نے اس کو شدھ کیا تھا"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آریا گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو دھوکہ دیا گیا ہے یا کسی نے پبلک کو مسیحیوں کے برخلاف اکسانے کے لئے معاملے کو ایسے طور سے پیش کیا کہ آریا گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کا جوش جو مسیحیوں کے برخلاف پہلے سے ہی انکے دل میں بھرا ہوا ہے بھڑک اٹھا۔ بہرحال اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس معاملے کی بخوبی تحقیقات نہیں کی اور ایسے جھوٹے اور بے بنیاد اور غلط واقعہ کی بناء پر پبلک کو مسیحیوں کے برخلاف اکسانے کی کوشش کی جو کسی معزز اخبار کے شایاں نہیں۔ امید ہے کہ آریا گزٹ اس غلطی کا اصلی سبب بتلا کر مشکور فرماویں گے۔

ریویو۔ عہد جدید کی کتابیں۔ پادری ایچ جی گرے صاحب ایم اے و پادری چو علی بخش صاحب پروفیسر ڈوینٹی کالج لاہور نے اس کتاب کو تصنیف کر کے مسیحی پبلک پر بہت بڑا احسان کیا ہے اس میں پہلے عام طور سے کل عہد جدید کا بیان کر کے اناجیل پر بحث کی ہے اسکے بعد متی کی انجیل سے شروع کر کے مکاشفات تک ہر کتاب کا عام بیان کر کے اسکے مصنف تصنیف کرنے کی غرض جنکے لئے تصنیف کیگئی کب تصنیف کیگئی اور کتاب کے مختلف حصے اور ان کے مضامین کی تقسیم بتلائی گئی ہے کتاب کی خوبی حجم لکھائی چھپائی اور کاغذ کے لحاظ قیمت بھی بہت کم



سلطان

باب ششم

جوانامرگ

ہے رام یہ کیا ہوا۔ مجھ بے کس سے کیا پاپ ہوا۔ ہائے میرے لچھمن۔ ہائے میرے بھرتا۔ ہائے میری جوڑی۔ ہائے مجھے بھی اپنے ساتھ لے چل۔ ہائے اب میں جی کر کیا کروں گی لوگو میں جیتی ہی مرگئی۔ ہائے ہائے۔ یہ کہکر بیہوش ہوگئی دانت سے دانت مل گئے۔ سلطان محمود دونوں وہاں کھڑے زار زار آنسو بہا رہے تھے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مگر کلام کرنے کی تاب نہ تھی ہائے جمنا کا رونا ایسا ناامیدی کا رونا تھا کہ پتھر دل بھی پسیج رہے تھے۔ اُس پر لچھمن کی ماتا کی آہ وزاری قیامت کا ماتم یاد دلا رہی تھی یہ دونوں بھی ایسے رونے کرنے لگے کہ ہچکی بندھ گئی تمام گھر میں قیامت بپا ہوگئی۔ چونکہ قدرے اندھیرا بھی ہوگیا تھا۔ اُن کو کسی غیر نے نہ پہچانا۔ جیوں جمنا کی ساس نے انہیں پہچانا کہ یہ وہی میرے لچھمن کے دوست ہیں تو وہ اُن سے لپٹ گئی ہائے اس وقت کا ماتم کوئی معمولی ماتم نہ تھا زبان بیان کرتے متراتی ہے اور کلیجہ منہہ کو آتا ہے قلم اُٹھا اُٹھا آنسو روتا ہے اور اُس کا جگر بھی شق ہے میرے اللہ یہ غم کسی دشمن کے بھی نصیب نہ ہو جس بڑھیا والدہ کا جوان بیٹا آنکھوں کے سامنے گذر جائے اس کے لئے دنیا اندھیر نہ ہو تو کیا ہو۔ اور پھر ایسے لوگوں کے واسطے تو کیسا غضب ہے جن کو آیندہ کی کوئی اُمید نہ ہو۔ ہائے ایسے ناامیدوں کو کون تسلی دے اُن کی ناامیدی کا رونا دیواروں میں چھید کرتا اور پتھروں کو پھاڑتا تھا۔ مگر سنگدل موت کو مطلق رحم نہیں آتا اے موت تو نے اس بڑھیا والدہ کے سفید بالوں کا ذرا لحاظ نہ کیا۔ اس جوان بہو کی جوانی پر ذرا ترس نہ کھایا۔

آخر زبردستی لوگوں نے اُن کو ایک دوسرے سے الگ کیا۔ اور اُن کو کہا کہ آپ لوگ باہر چل کر بیٹھیں لیکن سلطان نے سسکتی آواز سے کہا کہ ہم لچھمن کا منہہ دیکھنا چاہتے ہیں لچھمن کے باپ نے پنڈت سے پوچھا کہ کیا ہم ان جوانوں کو لچھمن کی صورت دکھا سکتے ہیں پنڈت نے کہا کہ ابھی چونکہ اس کو نہلایا نہیں اجازت ہے جیوں اِن دوستوں نے اپنے مردہ دوست کی صورت دیکھی دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ الغرض یہ اُس گھر سے روتوں کو چھوڑ کر روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ مگر کسی نے ان سے بیان نہ کیا کہ اس پر کیا گذری جو ایسی جلدی مرگیا اور نہ خود یہ کسی سے پوچھ سکے کیونکہ اس وقت کی دنیا ناپائیداری کا نقشہ اُن کی آنکھوں میں ایسا پھر گیا کہ سوائے موت کے کسی اور چیز کی ہستی کا خیال ہی نہ رہا۔

محمود۔ سلطان سے کیا ہم زندہ ہیں۔

سلطان۔ آپ کیا سمجھتے ہیں

محمود۔ میرے تو ہوش وحواس ٹھکانے نہیں مردہ ہی معلوم ہوتا ہوں۔

سلطان۔ لاریب ایسا ہی ہے۔ کلام خدا میں مرقوم ہے۔ کہ ہم جیتے ہی موت کے قبضہ واختیار میں ہیں زندگی بے قیام ہے۔

آدمی بُلبلا ہے پانی کا۔

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا

محمود۔ انسان ہے کیا۔ ہر چیز کو کچھ نہ کچھ قیام ہے مگر اس کو کچھ بھی نہیں۔

سلطان سچ ہے گر سب کچھ تو اللہ تعالے نے انسان ہی کے واسطے پیدا کیا۔ اور صرف انسان کو اپنے واسطے

محمود۔ اس سے آپکا کیا مطلب ہے

سلطان۔ خدا نے انسان کو اپنے جلال اور عبادت کے واسطے پیدا کیا۔ مگر افسوس کہ انسان نے اپنے خالق کو چھوڑ دیا۔ گناہ اور دنیا میں پھنس گیا جو چیزیں اس کے واسطے پیدا ہوئی تھیں یہ اُن کا غلام اور گرویدہ ہوگیا۔ مرنا تو ضرور ہے مگر اس طرح ناامیدی کا رونا اور غم کرنا صرف گناہ کا نتیجہ ہے۔ نیک انساں جو خدا سے ڈرتا اور اس پر بھروسہ رکھتا اور اُس سے محبت رکھتا ہے وہ ایسی ناامیدی کا ماتم کبھی نہیں کرسکتا۔ مرنے والا اگر خدا کی مرضی کے مطابق زندگی بسر کرچکا ہے تو وہ موت سے تندرست ہے۔

محمود۔ میں خیال کرتا ہوں کہ لچھمن بے خوف مرا ہے۔

سلطان۔ آپکو کیسے معلوم ہوا

محمود۔ اُس کے چہرہ سے معلوم ہوتا تھا۔ جیسا زندگی میں اُس کا چہرہ خوش اور بشاش تھا۔ ویسا ہی اب معلوم ہوا ہے۔ بلکہ مجھے تو اس پر وہی روحانیت نظر آئی جو کل گرجا سے نکلتے وقت اس کے چہرہ پر تھی۔ مردوں کے چہرہ پر تو عموماً مردنی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ تم کو یاد ہوگا کہ جب اچھو مرا تھا تو کیسی مصیبت سے اس کی جان نکلی تھی۔ اور اس کا چہرہ کیسا ڈراؤنا تھا

سلطان۔ فرماتے تو آپ بجا ہیں۔ مگر اُس کے چہرہ کی بشاشت کا باعث کیسے معلوم ہو

محمود۔ انشاءاللہ دو چار روز بعد پھر یہاں آوینگے۔ اُس وقت اُس کے والدین سے اُس کے مرنے اور وقت مرگ کی حالت کا حال دریافت کریں گے اور کہ مرتے وقت اُس نے کیا کہا۔

سلطان۔ مرضی ہو تو پادری صاحب کو اُس کی موت کی خبر دیتے چلیں۔ پادری صاحب اس کو بہت پیار کرتے تھے۔

محمود۔ کیا ہرج ہے اُن کا گھر تو راہ ہی میں ہے چاندنی چوک کے کونے پر۔ وقت کیا ہوگا۔

سلطان (گھڑی دیکھکر) ابھی تو ساڑھے سات

بجے ہیں۔ آدھے گھنٹے میں اِدھر سے ہو کر آٹھ بجے گھر پہونچ جائیں گے

محمود۔ پادری صاحب سے باتوں میں لگ گئے تو ایک گھنٹہ سے کم نہ لگیگا۔

سلطان۔ تو کیا ڈر ہے ساڑھے آٹھ بجے گھر پہونچ جائینگے۔

راوی۔ دونوں جلدی جلدی قدم اُٹھا پادری صاحب کے بنگلہ پر پہونچ گئے۔

پادریصاحب اُس وقت عالمِ اُداسی میں اپنے برآمدہ میں ٹہل رہے تھے۔ کسی کی آمد کا خیال نہ کیا انہوں نے پاس جاکر سلام کیا۔

پادری۔ کون؟

محمود۔ سلطان محمود۔

پادری۔ کیوں لڑکو اس وقت کیوں آئے

سلطان۔ آپ کو ایک بڑے دوکھ اور غم کی خبر دینے آئے ہیں

پادری۔ ہاں مجھے معلوم ہے کہ میرا عزیز فرزند لچھمن گذر گیا ہے۔ مجھے اُس کے مرنے کا ایسا ہی سخت رنج ہے جیسا اپنے حقیقی فرزند کا اگر کوئی ہوتا۔ لیکن میں بہت خوش ہوں۔ کہ وہ ایسی اچھی موت مرا۔ خدا سب کو ایسی موت دے۔

سلطان۔ آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔

پادری۔ میں اُس کے مرتے وقت وہاں موجود تھا

سلطان۔ آپ کو کس نے خبر دی تھی۔

پادری۔ اس نے خود بلوایا تھا۔

سلطان۔ کل تو ہمارے ساتھ گرجا گیا اسکو کیا ہوگیا جو ایسی جلدی مرگیا۔

پادری۔ اگر تم کو فرصت ہو اور سب حال سنتا چاہو تو چلو اندر چل بیٹھیں۔ وہاں اطمینان سے سب کچھ سناؤں گا۔

راوی۔ دونوں آپس میں صلاح کر کے پادریصاحب کے ساتھ اندر چلے گئے اور سننے لگے۔

پادری۔ آج صبح ایک آدمی میرے پاس آیا۔ اور کہا کہ آپ کے سکول کا ایک لڑکا بیمار ہے آپکو یاد کرتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا نام ہے جواب دیا لچھمن میں فوراً اُس کے ہمراہ ہو لیا اُس کے گھر جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ جمع ہیں۔ ایک حکیم صاحب بھی موجود ہیں مجھے دیکھ کر لوگ ذرا ہٹ گئے۔ لچھمن کا حال بحال معلوم کر کے میں نے اُس کے باپ سے پوچھا کہ کب سے بیمار ہے اور اُس کو کیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ مہاراج رات سے اس کی پسلی میں درد ہے۔ بہتیرا علاج کیا۔ مگر آرام ہونے میں نہیں آتا۔ بلکہ دوکھ بڑھتا ہی جاتا ہے جب اس کو ذرا ہوش آتی ہے تو آپ ہی کو یاد کرتا ہے آخر سب کی صلاح یہی ٹھہری کہ آپ کو تکلیف دیجائے۔ آپ نے بڑی مہربانی کی جو تشریف لے آئے۔

کوئی دس منٹ بعد لچھمن نے آنکھ کھولی۔ مجھے دیکھ کر مسکرایا اور آنسو بھر لاکر مجھے سلام کیا میں نے پوچھا کیا حال ہے کہا درد سخت ہے آرام نہیں ہوتا۔ میں نے آپ کو علاج کیواسطے تکلیف نہیں دی ایک خاص بات ہے جس کی بابت آپ سے گفتگو کرنی ہے (پھر وہ انگریزی میں گفتگو کرنے لگا۔ کہ دوسرے لوگ نہ سمجھیں)

میرے مہربان اُستاد۔ مجھے اب جینے کی کوئی اُمید نہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ میں آریا ہوں اور انجیل کا کسقدر سخت مخالف۔ ہر طرح مسیحیوں کو دوکھ دینا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ مگر خداوند یسوع نے مجھے پکڑ لیا مجھ کھوئے ہوئے کو اُس نے ڈھونڈھ نکالا۔ مجھے بچا لیا اب میں مسیح کا ہوں میں آپ سے دریافت کیا چاہتا ہوں کہ کیا میری نجات میں کچھ کسر یا شک ہے میں نے کہا اگر تم ایمان لاتے کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا ہے۔ جو تمہارے گناہوں کے لئے کفارہ ہوا تو اُس کے نام سے تمہارے گناہ معاف ہوئے اور تمہاری نجات ہو چکی اس چور کا حال یاد ہے جس نے صلیب پر خداوند کو پکارا اور خداوند نے اُسے کہا کہ تو آج رات میرے ساتھ فردوس میں ہوگا

لچھمن نے جواب دیا کہ ہاں میں ایمان لاتا ہوں کہ یسوع مسیح خدا کا بیٹا گنہگاروں کے بچانے کو دنیا میں آیا۔ اور میں اُن سب میں بڑا گنہگار ہوں۔ اے خدا مجھ گنہگار پر رحم کر۔ یہ کلمات کہتے ہی اس کا چہرہ ایسا نورانی معلوم ہوا کہ میں حیران ہوا اور اُس کے بشرے سے خوشی اور بشاشت ٹپکنے لگی مجھے یہ حال دیکھکر ایسی خوشی ہوئی کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔ پھر اس نے کہا کہ اب میں خوشی سے مرنے کو تیار ہوں کہ اپنے خداوند کے پاس جاتا ہوں اور اس دوکھی دنیا سے چھوٹ جاؤں۔ میں نے اُسے کہا کہ گھبراؤ مت۔ اگر خدا کی مرضی ہوئی تو وہ تم کو آرام دیگا۔ اس نے کہا نہیں صاحب میں گھبراتا نہیں میرا خداوند مجھے بلاتا ہے۔ میں خوشی سے اُس کے پاس جاتا ہوں۔ اب موت سے نہیں ڈرتا۔ موت کا ڈنک میرے خداوند نے توڑ دیا ہے۔ آپ میرے واسطے نہیں بلکہ میرے خاندان کے لئے خداوند سے دعا کریں مجھے اپنی بیوی کی فکر ہے کہ اُس کو عمر بھر اکیلی رہنا پڑیگا دوکھ و مصیبت میں زندگی بسر کریگی۔ کاش آج سے میں بیشتر عیسائی ہوتا تو اُس کی جان بھی بچ جاتی کیا آپ میرے ساتھ وعدہ کرتے ہیں کہ کسی مشنری لیڈی کا بندوبست کریں۔ کہ وہ ہمارے گھر آیا کرے اور میری بیوی کو کچھ سکھاوے۔ کہ اُس کی جان بھی مسیح کی طفیل بچ جاوے۔ ایک بات اور ہے کہ میرے عزیز دوستوں سلطان اور محمود کو میرا سلام دینا۔ اور اُن سے ہاتھ ملانا۔ خاصکر سلطان کا میں ممنون احسان ہوں وہی مسیح کے پاس آنے کا میرا وسیلہ ہوا خداوند اس کو جزائے خیر دے آپ اُن سے کہدیں کہ



مسیح میں سو گیا ہوں۔ اگر اُن دونوں کو میری بیماری کی خبر ہوتی تو ضرور مجھے دیکھنے آتے میں اُمید کرتا ہوں کہ اُن دونوں کو آسمان پر ملونگا میں ان سے زیادہ خوش قسمت ہوں کہ اُن سے پہلے اپنے خداوند پاس جاتا ہوں۔

یہ باتیں وہ کہہ ہی رہا تھا کہ پھر اس پر درد کی شدت ہوئی اور وہ بے تاب ہو گیا۔ میں نے اُس کے باپ سے کہا کہ اگر تم مجھے اجازت دو تو میں کسی ڈاکٹر کو بُلا لاؤں۔ اس نے کہا کہ آپ کی مرضی میں فوراً وہاں سے اٹھا اور اپنی ٹمٹم پر سوار ہو کر ہسپتال میں آیا۔ اور دعا کرتا تھا کہ خداوند اپنی رحمت سے اپنی مرضی کے مطابق اس کو صحت دیوے میں نے ڈاکٹر سے اس کا سب حال بیان کیا۔ وہ کچھ دوائی لیکر میرے ساتھ ہولئے ڈاکٹر نے بیمار کو دیکھکر کچھ دوائی تو پلا دی اور باقی اس کے باپ کو دیدی کہ ایک ایک گھنٹہ بعد ایک ایک چمچہ اُس کو پلاتے رہیں اور فرمایا کہ کوئی خطرہ نہیں۔ معمولی درد ہے اُس دوائی سے اُسے کسی قدر آرام معلوم ہوا تب میں وہاں سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا۔ اس وقت مجھے خیال تو آیا کہ تم لوگوں کو خبر دوں مگر اس خیال سے رک گیا کہ اگر تم وہاں اس کے دیکھنے کو گئے تو وہ خیال کریگا کہ پادری صاحب کو میرے جینے کی کچھ امید نہیں۔ شاید اس سے اُس کے دل پر صدمہ پہونچے۔ مگر اپنی اس کمزوری پر نادم ہوں کہ کیوں تم کو خبر نہ دی۔ چار بجے میں پھر وہاں پہونچا اس کی حالت ابتر معلوم ہوئی۔ اس کے رشتہ داروں نے اس خیال سے کہ وہ چارپائی پر نہ گذر جائے چٹائی پر اُتارا ہوا تھا۔ میں اُس کے پاس جا بیٹھا اور اس کا ہاتھ پکڑا۔ اُس نے آنکھ کھولکر مجھے دیکھکر سلام کیا اور کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں میرے گھر کی خاطر میری بیوی کی خبر رکھنا۔ دیکھئے وہ فرشتے آرہے ہیں کہ میری روح کو میرے خداوند کے پاس پہونچا دیں کیسی خوشی ہے۔ آہا کیسا خوش دیس ہے۔ اے خداوند یسوع میں اپنی روح کو تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں۔ یہ کہتے ہی اس کی روح پرواز کر گئی میرے آنسو نکل پڑے۔ ادھر لوگوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ میں نے وہاں ٹھہرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ جس سے مجھے کام تھا وہ تو خداوند کے پاس جا رہا۔ مگر اس کے نورانی چہرہ پر کسی قسم کی نا امیدی کے آثار نہ تھے۔

مراسلات

مسٹر رلیارام مرحوم

پیارا بھائی رلیارام خداوند میں سو گیا بڑا باہمت باحوصلہ دلیر اور نڈر تھا۔ یہ ایک شخص تھا جس کو مصیبتوں اور تکلیفوں میں ڈر پایا۔ زندگی بھر اس پر مصیبتیں آتی رہیں۔ اکثر اپنی آزاد طبع کے سبب مگر اس کو گھبراہٹ نہ ہوتی تھی۔ ایمان بھی اُس کو خدا نے عجیب بخشا تھا۔ کبھی بھی تو اس نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا۔ مسیحیوں سے حقیقی سچی محبت رکھنا اُن کا خاصہ تھا۔ مسیح کے ساتھ اُس نے بے وفائی نہ کی۔ وہ مصیبتوں اور دکھوں کو اپنی غلطیوں کا نتیجہ مانتے رہے بعض لوگ ذرا مصیبتیں ان پر آتی ہیں۔ تو جھٹ خداوند سے بے وفائی کرتے اور پھر جاتے ہیں۔ مگر اس مرد خدا کے دل میں اس کا خیال بھی نہ آیا۔ اگرچہ وہ بارہا مشن اور مسیحیوں سے الگ رہے لیکن مسیح کو نہ چھوڑا مرحوم امرتسر کے پرانے مسیحیوں میں سے یادگار تھے۔ بابو رلیارام مرحوم۔ بابو صوبہ رام۔ پادری نتھو مل کے وقتوں کے تھے اُن پرانے مسیحیوں میں سے اب صرف پادری نتھو مل صاحب نظر آرہے ہیں دیکھیں وہ کبتک ہمارا ساتھ دیتے ہیں۔ مرحوم امرتسر کے کمشنری کے کنورٹ تھے۔ انگریزی زباندانی اور لٹریچر میں بڑے لائق اور قابل منشی تھے۔ بڑے ضابطہ اور نفس کُش تھے۔ مدت ہوئی کہ ان کی اہلیہ نے انتقال کیا۔ مگر دوسری شادی نہیں کی۔ اچھی اعلیٰ اعلےٰ ملازمت پر رہے۔ جب موج آئی چھوڑ دی۔ خوش نصیب ایسے کہ پھر فوراً مل بھی جاتی تھی

ہم کو اُن کے عزیز مسٹر ابرٹ داؤد سنگھ اسسٹنٹ منیجر ہاکالارک آباد سے دلی ہمدردی ہے ہم ان کے ساتھ اُن کے رنج میں شریک ہیں۔ پادری رجب علی مرحوم .... کیساتھ مرحوم کا گاڑھا یارانہ تھا۔ اکثر وہ ہم خیال تھے اور ایک دوسرے کے مددگار۔ ر۔م۔د

خدا کہاں مل سکتا ہے؟

ایک دن ایک شخص موزہ پہن رہا تھا۔ اور گرجا جانے کو تیار ہو رہا تھا۔ اپنے خیال میں اس نے ایک پاؤں میں موزہ ڈال لیا۔ اور دوسرے پاؤں کا موزہ پہننے لگا۔ تو وہ نہ ملا۔ ادھر اودھر تلاش کی مگر نہ ملا۔ لاچار ہوا۔ آخر اُس نے خیال کیا کہ بہتر ہے کہ یہ بھی اتار دوں اور بغیر موزوں کے چلا جاؤں۔ اس خیال سے وہ اتارنے جو لگا تو معلوم ہوا کہ دونوں پاؤں میں موزہ موجود ہے۔ جس پاؤں کا موزہ وہ پہلے پہن چکا تھا۔ مگر یاد سے اُتر گیا۔

کیا سچ مچ ان لوگوں کا یہی حال نہیں جو خدا کی تلاش میں دربدر خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ تیرتھ جاترا کو جاتے ہیں پہاڑوں اور غاروں میں ٹکریں مارتے پھرتے ہیں۔ مکہ کے پتھر سے سر ٹکراتے ہیں خدا تو اُن کے پاس ہے موجود ہے حاضر و ناظر۔ سمیع و بصیر ہے۔ پھر کیوں نہیں ملتا اسلئے کہ یہ خیال ہی ان کی یاد سے اترا ہوا ہے خداوند یسوع نے فرمایا کہ جہاں دو یا تین میرا نام لیکے اکٹھے ہوں وہاں میں موجود ہوں یہ ہے خدا جہاں اس کا نام لیا جاتا ہے وہ وہاں موجود ہوتا ہے۔ مسلمانوں کی دعا سریانی میں (جو غالباً کسی مسیحی کی تصنیف ہے جس میں کچھ بڑھایا گھٹایا گیا ہے) لکھا ہے۔

میں موجود سدا ہر ویلے ۔ منیوں ڈھونڈو اُٹھ سویلے
ڈھونڈھ نہ کرنی ہے بن میرے ۔ دیکھاں میں ہاں اندر تیرے
جے ڈھونڈھے تاں لبھیں منیوں۔ شوق ہے منیوں یاری دا۔

دوستنو المسیح اپنے قدوس نام میں ہر جگہ اور دل میں موجود ہے۔ اس کے قدوس نام کو پکارو۔ خدا مجابجیگا۔ خدا انہیں پیں وہ ڈھونڈھے جنگل میں۔ ر۔م۔و

جلسہ سبتھ سکول

منعقدہ ۹ لغایت ۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

بمقام لاہور۔

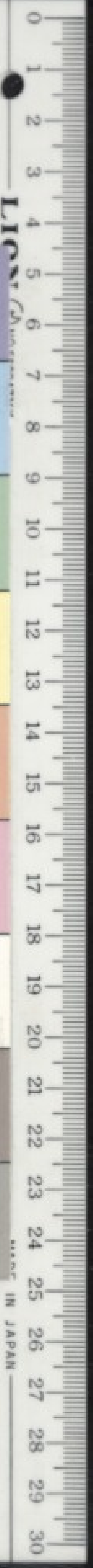
ناظرین میں اس وقت نہ تو جلسہ کے ترتیب و تقسیم اوقات یا لکچروں کی بھرمار سے آپ کی سمع خراشی کیا چاہتا ہوں اور نہ ہی تمام کارروائی کی نقل پیش کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ مگر محض ضروری باتوں کو حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔

۱۔ بموجب استدعا مسیحی رسالجات و اخبارات امید تھی کہ لاہور میں بہت سے ڈیلیگیٹس تشریف فرما ہو کے جلسہ کو چار رونق بنا دیں گے۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ بلکہ لوگوں کی تعداد سابقہ اجلاس کے مقابلے میں نہایت ہی قلیل تھی۔ اور ڈیلیگیٹس کی تعداد تو ایک کوڑی سے ہرگز زیادہ نہ تھی۔ بلکہ دیگر جگہوں کے مشنری اور مس صاحبان ایک بنچ کے معمور کرنے کے لئے کافی تھے اور ہندوستانی دو بنچوں کو خاص طرح بھر سکتے تھے۔ تاہم یہ شکر کا مقام ہے کہ عموماً نوجوان سرکاری یا ریلوے کے ملازم اور بعض دفعہ کنیرڈ ہائی سکول کی لڑکیاں اور کچھ ڈنکیا خاص کے رہنے والے اپنی شمولیت سے گرجا کے بیچ حصہ کو معمور کر دیا کرتے تھے۔ تعداد کی کمی کی کوئی خاص وجہ تو معلوم نہیں ہوتی اور نہ ہی مہمانوں کی رہائش اور انتظام خوراک میں کسی خاص قسم کی شکایت ہے بلکہ چارپائیوں کے فالتو پڑے رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ منتظم کمیٹی نے مہمانوں کی آمد سے پہلے ہی کافی انتظام سوچ رکھا تھا۔ ہاں یہ کسر ضرور تھی کہ ریلوے سٹیشن سے مہمانوں کے لانے کا ہر دو جانب میں کسی قسم کا انتظام نہ تھا جس کے نہ ہونے کی وجہ اول تو یہ معلوم ہوتی ہے کہ مہمانوں کے ٹھہرنے کی جگہ سٹیشن کے بہت ہی قریب تھی اور دوم یہ خیال کیا گیا ہوگا کہ جو لوگ اس جلسہ میں شریک ہوں گے وہ تو کہاں سے ضرور واقف ہوں گے۔ خیر۔ اگر لوگ آتے تو اس معمولی تکلیف کے باعث با شمولیت ہرگز واپس نہ جاتے پس جہاں تک تمام جلسہ کی کارروائی پر نظر عمیق سے غور کیا جاتا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ لوگوں کو سبتھ سکول کے جلسہ میں شمولیت کا تو شوق ہی گھٹ گیا ہے۔ صدر مقام پنجاب سبتھ سکولوں کی ریپورٹ پیش کرنے کے لئے بھی کوئی خاص ڈیلیگیٹ معین نہ تھا۔ مگر شکر کا مقام ہے کہ ہمارے معزز مجلس حاضرین نے کچھ دیر کے بعد نفی کے نون کو بدل کر اس وصیہ کے نبھانے میں داد دی۔ یا بقول ایک معزز پادری صاحب "مقدروں کا معاملہ مشنری صاحبان کی تفویض ہے" کہ اس سال معاملہ رہا جس کے باعث دیسی پادری دیسی اس جلسہ میں شریک نہ ہو سکے خیر کچھ ہی معاملہ کیوں نہ ہو۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سبتھ سکول کے کام میں نہ تو دیسیوں کو خرچ کرنے کی توفیق ہے اور نہ مشنری صاحبان کو اس مقدس کام کیلئے روپیہ لگانے کی ہمت چنانچہ ہمارے اس قول کی تصدیق پادری ڈاکٹر ای۔ ایم۔ ویری صاحب اس طرح کرتے ہیں "کہ مدت سے سبتھ سکول لائبریری تیار ہے جس کا اشتہار کئی دفعہ دیا گیا کہ لوگ اس کو خرید کے ضرور اپنے اپنے سبتھ سکولوں میں رکھیں۔ مگر ابھی تک سبتھ سکول کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان نے کوئی توجہ نہیں کی"۔ افسوس صد افسوس کہ ایسی لائق اور مشہور عالم کی کتابوں کی طرف سے ایسی سرد مہری ظاہر کی جائے۔ مگر کچھ دیتے وقت یہ کہا جائے کہ سبتھ سکول ہی کلیسیا کی بنیاد اور مضبوطی اور قیام کا ایک خاص ذریعہ ہے اور اس سے بڑھ کر افسوس یہ ہے کہ جن صاحبان نے اپنے سبتھ سکولوں میں لیف لیٹس پڑھانے اور طلبا کے ہاتھوں میں دینے کا انتظام کیا تھا۔ ان میں سے چند ایک نے لیف لیٹس تو بڑے مزے میں لیکر استعمال کرلئے مگر قیمت کی ادائیگی کے وقت پر خاموشی اختیار کرلی بلکہ جب ان کے نام پر یاد دہانی کے بل مطبع نے ارسال کئے تو سخت سکوت ہی سے انہوں نے جواب دیا۔

اب غور فرمائیے کہ جو لوگ ایسی چال چل چکے ہیں وہ بیباشرم کب ان مفید اور قیمتی لیف لیٹس کو خریدنے لگے اور اگر بعد تقاضا ایسا ہے کہ سابقہ بقایا بھی وصول ہو جاوے تو بھی بدرنگی ہوگا جس کے لئے بھی اصلاح ہو کہ سابقہ بقایا جن صاحبان کے ذمے ہے وہ مہربانی سے ادا کریں اور خداوند کی خاطر آئندہ کو باقاعدہ خریدار نقد آپ ہی بنیں مگر دوسروں کو بھی اس نیک کام کے لئے ترغیب دیں تاکہ یہ مفید کام روز بروز ترقی پاوے اور خداوند کے جلال کا باعث بنتا جاوے۔

البتہ ڈیلیگیٹس کی تعداد کی کمی کی اس دفعہ ایک اور وجہ بھی ہوئی ہے کہ ہمارے سکریٹری صاحب نے غالباً تمام سبتھ سکولوں کے سپرنٹنڈنٹ صاحبان کے نام جن کی فہرست سابقہ سالوں میں فراہم ہو چکی تھی۔ ایک ایک چھپا ہوا پوسٹ کارڈ پہلے ہی سے روانہ کر دیا تھا جن کی خانہ پری کر کے عموماً لوگوں نے وقت معین سے پہلے ہی واپس کر دیئے تھے جن کے ذریعہ امید ہے کہ تعداد سکولوں اور طلبا میں ترقی نظر آوے گی اور اگرچہ یہ طریقہ بہت ہی معقول اور مناسب ہے "تاہم ڈیلیگیٹس کا جلسہ میں حاضر نہ ہونا ان وسائل و شوق و جوش کو جن کا ذکر ان جلسوں میں ہوتا رہا محض ریپورٹ کے پڑھنے سے ہرگز پورا نہ ہوگا۔ یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ گذشتہ سالوں میں آئندہ سال کے جلسہ کے لئے شوق سے درخواست کی جاتی تھی کہ فلاں جگہ پر منعقد ہو۔ مگر اس دفعہ کسی صاحب نے بھی ایسی استدعا نہیں کی کہ جس کو سنکر لوگوں کا شوق ظاہر ہوتا۔

بزرگ مسٹر ویلی مرحوم کی یادگار میں عمدہ نقشہ کھینچنے والے اشخاص میں سے پہلے اور دوسرے درجہ کا انعام جو تجویز ہوا تھا۔ اس کے لئے ہم سپاٹو کے سپرنٹنڈنٹ



اور اُن کے اُستادوں کو مبارکبادی خوشی کیساتھ دیتے ہیں کہ سابقہ سال سنہ ۱۹۰۴ء کا پہلا اور دوسرا انعام سیالکوٹ نے جیتا اور سنہ ۱۹۰۵ء کا پہلا انعام بھی انہیں کے حصہ میں آیا اور ساتھ ہی اس کے لودیانہ بھی قابل تعریف ہے کہ اس دفعہ درجہ دوئم کا انعام لینے کا مستحق ہوا

اُمید ہے کہ دوسرے لوگ بھی آئندہ کو مقابلہ میں آنے کی ہمت کریں گے۔ جو لکچر سبتھ سکول کی ترقی و اُستادوں کے فرائض کے متعلق سنائے گئے تھے ان میں سے اگر ڈاکٹر ویری و ریم واس صاحب پاسٹر خود شایع کرا دیں تو سبتھ سکول کے کام میں نہایت ہی مفید ثابت ہوں گے۔

جن صاحبان کو بزرگ مسٹر وائلی مرحوم سے کچھ بھی الفت ہے اور سبتھ کے کام سے محبت ہے وہ خود مسٹر وائلی کی سوانح عمری اور سبتھ سکول لائبریری کو خریدنے میں دیری نہ کرینگے کیونکہ ان کے بغیر سبتھ سکول کے کام کا ترقی پر ہونا اگر ناممکن نہیں۔ تاہم مشکل تو ضرور ہے

الراقم بلاسی رام۔

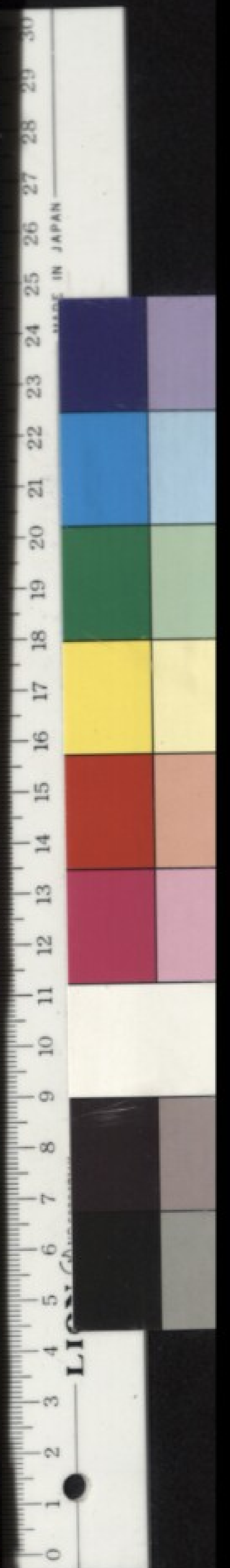
مسیح اعمانوئیل

متی ۱: ۲۳

اگرچہ خدا مسیح میں ظاہر ہوا اور ایک خاص جسم انسانی سے تعلق کیا۔ تاہم انسان نے اُسے نہیں پہچانا۔ یہودیوں نے اُسے رد کیا اور کہا کہ وہ انسان ہو کر اپنے تئیں خدا ٹھہراتا ہے اور دنیا کی بعض قوموں نے اس کو قبول نہیں کیا۔ اور اس زمانہ میں بھی دنیا کی بعض قوموں کے نزدیک خدا کا جسم میں آنا اور اُس کیساتھ تعلق رکھنا ایک غیر ممکن امر سمجھا جاتا ہے تاہم دنیا کی بڑی بڑی عاقل قوموں کے نزدیک خدا کا جسم میں ظاہر ہونا نہ صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ ضروری ہے۔ پر مسیحی مذہب سکھلاتا ہے کہ خدا نے اپنے تئیں تین طریقوں میں ظاہر کیا ہے۔ نیچر۔ انسان اور مسیح میں۔ قریباً تمام مذاہب ایک درجہ تک اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ خدا نے اپنے تئیں نیچر میں ظاہر کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لامحدود قدرت رکھنیوالا ہے لیکن جملہ مذاہب میں زیادہ سے زیادہ نیچر سے اس امر کا یقین دلایا جاتا ہے کہ ایک خالق ہے اور اس پر اس امر کے یقین و ایمان لانے کی ہدایت دیتی ہے کہ وہ قادر مطلق دانا اور نیک ہے۔ پر نیچر خدا کی نسبت زندگی بخش عرفان و شناخت تک نہیں پہونچاتی اور بالخصوص یہ ناممکن ہے کہ مادی چیزیں بلا کسی تشریح کے روحانی زندگی کا مفصل بیان کر سکیں بلکہ مسیح جیسے تشریح کرنیوالے کے ذریعہ سے تمام موجودات نیچر بعض طریقہ میں خدا کا مکاشفہ ہے جو کہ ایک شخصی روح لامحدود قدرت۔ دانائی۔ و نیکی رکھنیوالا ہے انسان میں بہ نسبت مادی اشیاء اور حیوانی خلقت کے خدا کا مکاشفہ زیادہ نظر آتا ہے صاحبان غور و فکر اس امر کے مقر ہیں۔ اور ہر آدمی کی ضمیر اس امر کی گواہ ہے۔ یسوع مسیح نے ہمیشہ اس امر کا دعوےٰ کیا ہے کہ آدمی اپنی طبیعت فطری سے خدا کی نسبت زیادہ جان سکتا ہے اور اس نے اپنے دعوے کی بنیاد پر بہت سی تمثیلیں کہیں اور اپیل کی چنانچہ اس نے یوں فرمایا ہے "تم میں سے ایسا کون آدمی ہے جس کا بیٹا اگر روٹی مانگے تو وہ اسے پتھر دے۔ پس اگر تم بُرے ہو کر اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینی جانتے ہو تو کتنا زیادہ تمہارا آسمانی باپ ان کو جو اس سے مانگتے ہیں اچھی چیزیں دیگا۔" اس سے خداوند مسیح یہ سکھلاتا ہے کہ ہر ایک چیز جو ہماری فطرت میں اچھی ہے سبھیں یہ بتلاتی ہے کہ خدا میں وہ خوبیاں کتنی لامحدود درجہ تک ہونگی۔ خدا کا مکاشفہ اس کی نسبت بتدریج ترقی پاتا گیا۔ پہلے اُس نے اپنے تئیں مادی دنیا میں ظاہر کیا اور یوں یہ سلسلہ مخلوقات ادنےٰ سے اعلیٰ درجہ کی ہستیوں میں ترقی پاتا گیا (جس کو زمانہ حال کے علما کی زبان میں ایوولیوشن کہتے ہیں) اور جبکہ اس نے اس دنیا کو انسان کی سکونت کے لائق طیار کر لیا تو اُس نے انسان کو پیدا کیا جو ایک روحانی وجود ہے جس کو بائبل کی اصطلاح میں "اُس نے اپنی صورت پر پیدا کیا۔" اور اس طور پر انسان کی عقلی و اخلاقی فطرت سے ہم خدا کی نسبت کچھ نہ کچھ جان سکتے ہیں۔ مگر تاہم نیک سے نیک اشخاص اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ وہ خدا کی نہایت ہی ناکامل صورت ہیں۔ علاوہ اس کے انسان میں گناہ نے اُس کی صورت کو خراب کر دیا ہے ایسا خیال کرنا معقول ہے کہ اگر انسان نے گناہ نہ بھی کیا ہوتا۔ تاہم خدا اپنے ظاہر کرنے کے بڑا گرے ہو یعنی ترقی پذیر طریقہ کے بموجب وہ اپنا کامل مکاشفہ بخشتا بہ نسبت اس کے جو وہ اپنے تئیں معمولی انسانوں میں ظاہر کرتا ہے۔ علاوہ اس کے جس حال کہ گناہ نے خدا کے مکاشفہ کو انسان میں خراب کر دیا ہے تو زیادہ ضروری اور اغلب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنا کامل مکاشفہ ظاہر کرے کیا یہ امر زیادہ معقول معلوم نہیں ہوتا۔ کہ جس حال کہ انسان نے (جیسا کہ تواریخ اس امر کی شہادت دیتی ہے) اس امر کو نہیں جانا کہ وہ گناہ اور اس کے نتائج سے کیونکر بچ سکے تو خدا اپنے کو نجات و ہدایت کی صورت میں ظاہر کرے اور یہ یقین کرنا بہت ہی غیر معقول تصور ہوگا کہ ایک نیک و رحیم خدا اپنے تئیں اس طور پر ظاہر نہ کرے۔ یہ ایک تواریخی واقعہ ہے کہ جب خداوند یسوع اس دنیا میں آیا اس نے خدا کا مکاشفہ اس اعلیٰ درجہ تک ظاہر کیا کہ اس سے قبل کبھی کسی انسان کو نہیں ہوا تھا۔ اس نے یقیناً اس طور پر خدا کا مکاشفہ ہونے کا دعوےٰ کیا کہ انسان اس کو پہچان کر خدا کو پہچان سکیں گے چنانچہ ایک مرتبہ اس کے شاگردوں میں سے ایک نے اس سے یہ کہا "اے خداوند باپ کو ہمیں دکھلا اور یہ ہمارے لئے کافی ہوگا۔ اُس نے جواب میں فرمایا کہ میں اتنی مدت سے تمہارے ساتھ رہا اور تو بھی تو نے مجھے نہ جانا اے فلپوس جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا پس تو کیونکر کہتا ہے کہ باپ کو ہمیں دکھلا۔" دوسرے موقعہ پر اس نے بھیڑ سے یوں فرمایا کہ وہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ نہ

حرف مجھ پر ایمان لاتا ہے بلکہ اس پر جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اور وہ جو مجھے دیکھتا ہے۔ اس کو دیکھتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے" یعنے خداوند مسیح نہ صرف خود اس امر پر یقین رکھتا تھا کہ وہ خدا کا مظہر ہے بلکہ اس نے ایسا ہی سکھلایا۔ اس وقت ہم اس فلسفہ میں داخل ہونا نہیں چاہتے کہ اس کے کیا معنے ہیں۔ کیونکہ انسان اس خیال میں خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اور بلا سبب اس سوال پر بحث کو کام میں لاتے ہیں لیکن چونکہ لوگ اس امر سے ٹھوکر کھاتے ہیں ہم چند الفاظ اس امر کی نسبت تحریر کریں گے پہلے کہ ہمارے خداوند نے اس امر میں کیا فرمایا اور کہ کتاب مقدس ہم کو اس امر میں کیا تعلیم دیتی ہے وہ بتلاتی ہے کہ "خدا مسیح میں تھا"۔ اور کہ "مسیح خدا جسم میں ظاہر ہوا۔ اور کہ مسیح خدا کی صورت اور اس کے جلال کی رونق تھا" اور کہ "کلمہ جو خدا کے ساتھ تھا اور خدا تھا مجسم ہوا اور ہمارے درمیان رہا" حقیقی طور پر خدا ہمیشہ سے اپنے تئیں نیک آدمیوں کی زندگیوں میں اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے لیکن یہ زندگیاں محض ایک ہی قسم کا رنگ ہیں پر مسیح میں اس صورت کے تمام رنگ ایک ہی مجموعہ کامل کرن میں مجتمع ہیں دیگر انسانوں میں وہ رنگ گندے اور دھندلے سے نظر آتے ہیں پر مسیح میں وہ صاف و شفاف تھے انسان کی اعلیٰ سے اعلیٰ زندگیوں میں وہ مختلف حصوں میں اور مختلف طریقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کے طور پر ٹوٹے ہوئے اور ناکامل نظر آتے ہیں پر مسیح کامل کلام ہے لیکن یہ امر کہ خدا انسان بن جاوے اگر قابل تسلیم نہ ہو۔ مگر کہ خدا انسان کی زندگی میں اس طرح داخل ہو اور اُس کو اپنی بھرپور زندگی سے اس طور پر بھر دے کہ وہ انسان کے لئے اس کا مظہر ہو۔ تو یہ امر کیوں قبولیت کے لائق نہیں ہے تاہم خداوند یسوع مسیح نہ صرف خدا کی صفات کا مظہر ہے بلکہ وہ خود خدا ہے وہ نہ صرف رسول ہے جو خدا کی طرف سے بھیجا گیا بلکہ وہ خدا ہے وہ مثل مہتاب کے نہیں ہے جو اپنی روشنی آفتاب سے حاصل کرتا ہے بلکہ وہ خود سورج ہے جو اپنے تئیں انسانوں پر انسانیت کا جامہ پہنکر ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ صرف اس طریقہ سے انسانوں کی آنکھیں اس سورج پر نظر رکھتی ہیں خدا اس میں ہے جیسا کہ وہ آپ کہتا ہے کہ جو کوئی اُس پر ایمان لاتا ہے وہ خدا پر ایمان لاتا ہے۔ ثالثاً مسیح ظاہر کرتا ہے کہ خدا کیا ہے یعنے کہ اس کی ہستی ازل سے ابد تک کیا ہے نہ صرف کہ وہ اُنیس سو برس سے کیا ہے یا جب سے کہ وہ مسیح کے خاکی جسم میں ظاہر ہوا ہو تو اس وقت سے کیا ہے اب ہم اپنے اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ مسیحیوں کا خدا وہ خدا ہے جو اپنے تئیں تمام نیچر میں اور تمام انسانی زندگیوں میں ظاہر کرتا ہے لیکن خصوصاً یسوع مسیح میں آپ ہم سے اگر پوچھیں کہ خدا کیا ہے؟ تو ہم آپ کو بتلاتے ہیں کہ وہ مثل مسیح کے ہے۔ خدا کی نسبت بیان کرنے کی کوشش کرنا ایک ایسا مشکل امر ہے کہ ہر ایک شخص محسوس کرتا ہے کہ وہ اس کا بیان ناکامل طور پر کر سکتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ ہم اس کے اوتار پر نظر کریں چاہئے کہ خدا کی شناخت حاصل کرنے میں ہم پہلے اس کے پہچاننے کی کوشش کریں جس کو ہم بہتر طور پر پہچانتے ہیں۔ اور اُس کے ذریعہ سے اس کے جاننے کی کوشش کریں جس کو کم جانتے ہیں۔ خدا کی نسبت واجب و زندہ علم رکھنا نہایت ہی مشکل امر ہے پر خداوند مسیح خود یہ فرماتے ہیں اور تمام انسانوں کے تجربہ اس امر کے شاہد ہیں کہ خداوند مسیح خدا کے جاننے کے لئے سب سے اعلیٰ ذریعہ ہے۔ لہٰذا یہ کہنا عین فلسفہ کے مطابق ہے کہ خدا جس کے جاننے کے انسان حاجتمند ہیں وہ مثل مسیح کے ہے جس کو وہ جانتے ہیں (یعنی مسیح کو) مسیحی مذہب یہ کہتا ہے کہ خدا مثل مسیح کے ہے یعنے اس اعتبار سے کہ انسان خدا کا ایک صاف تصور کر سکے اور یہ اس لئے ضروری ہے کہ خدا کا تصور انسانی اسٹینڈ پائنٹ آف ویو سے یعنی انسانی مفہوم سے شروع کر کے اور ایسے الفاظ میں جو انسان کے تجربہ سے میل کھاتے ہوں۔ مسیح میں خدا کا الہام بخشا گیا جس کو مسیحی مذہب خدا کا اوتار بتلاتا ہے مسیح میں خدا کے ارادے خیالات و طریقہ خصوصاً ظاہر کئے گئے ہیں اس لئے خدا مثل مسیح کے ہے کیا یہ عقل کے مطابق نہیں ہے تواریخی واقعہ کے اعتبار سے مسیح نے انسانوں کو خدا کا کانکریٹ* علم سکھلایا جس کا علم مسیح کے دنیا میں آنے سے پہلے نہ تھا جو کچھ کہ خدا کی نسبت کسی انسان کو معلوم ہے مسیح نے اس کو زیادہ بہتر طور پر ظاہر کیا۔ وہ خدا جس کو مسیح نے ظاہر کیا وہ تمام روحوں کا باپ ہے جس میں تمام قدرت و دانائی و نیکی متمکن ہے اور جس کی ذات ضرورتاً انصاف پسند اور ضرورتاً رحیم ہے خصوصاً جبکہ وہ ہمارا نجات دہندہ ظاہر کیا گیا ہے جو کہ کل گناہ سے ضرورتاً نفرت کرتا ہے باوجود اس کے وہ ہر گنہگار پر بدرجہ غایت رحم کرتا ہے اور جو یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک گنہگار گناہ کو ترک کرے اور پاکیزگی کو پیار کرے اور اس لئے ضرور ہے کہ وہ دکھ اٹھاوے۔ جب تک کہ گناہ دور ہو جاوے اور اس دکھ اٹھانے سے وہ راستبازی کی نسبت بحال کیا جاوے اور جو اپنی روح پاک کے ذریعہ سے ہر جگہ جستجو کرتا ہے کہ ہر ایک دل میں الٰہی صورت بحال کی جاوے اور جو اس دنیا کے آخر میں اپنے تئیں پھر ظاہر کریگا جس کی نسبت اب ہم کو دھندلا سا علم ہو سکتا ہے۔ ہماری عقل ہم کو یہ بتلاتی ہے کہ یہ معقول بات ہے کہ جس طور سے ہمارا آسمانی باپ بتدریج اپنا مکاشفہ اپنے انسانی فرزندوں کو ظاہر و عطا کرتا رہا ہے اسی طور پر وہ اپنا کامل مکاشفہ کانکریٹلی انسان میں اور انسان کے وسیلہ سے عطا کرے ایسا کوئی امر نہیں ہے جو ہم خدا کی نسبت جانتے ہیں اور وہ مسیح

*کانکریٹ و ایبسٹرکٹ دو الفاظ ہیں ایبسٹرکٹ کا مفہوم سفیدی۔ یا مٹھاس بغیر کسی شئے میں مجتمع ہونے کے کانکریٹ کا مفہوم سفیدی کپڑے یا کاغذ پر مٹھاس شکر میں۔





میں بہت بہتر طور پر ظاہر نہ کیا گیا ہو۔ دوسرے الفاظ میں جس قدر کہ ہماری عقل مسیحی مذہب کے شخص کو پسند کرتی ہو جو کہ مسیح یسوع میں ظاہر کیا گیا ہے اسی قدر وہ مسیحیت کے خدا کے حضور میں دیکھتا ہے پس کیا وہ عظیم خداوند نیک خدا نہیں ہے جس کو مسیح نے ظاہر کیا ہے جس کو ہماری عقل اور ہمارے دل شدت سے تلاش کرتے ہیں کیا یہ مبارک بات نہ ہوگی کہ اس خدا سے ہم زندہ رشتہ و تعلق پیدا کریں جس کے ساتھ رشتہ ہم پہونچانے میں مسیح ہماری امداد کرنے کے لئے طیار ہے۔

جے۔ ایم غلام مسیح۔ دہمین پوری مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۰۹ء

انتخاب اخبار

برفانی دور۔ انگلش ایک مشہور سائنس دان سر رابرٹ بال کا خیال ہے کہ اسی ہزار برس گزرے جب کہ کرہ میں برف کے طوفان برپا ہوئے تھے۔ اور جب تک دو لاکھ برس اور نہ گزرلیں گے شمالی خطہ سے برباد کن طوفان نہیں آئیں گے۔ ہماری اولاد اس وقت شمالی یورپ اور امریکہ پر برف کے تودے دیکھیگی جس سے اونچے اونچے پہاڑ بھی نہیں بچ سکیں گے اور اسی ہزار برس تک اس کی یہی کیفیت رہیگی۔ اس پیشینگوئی کی بنیاد اس مسئلہ پر ہے کہ برفانی دور کا اجرام فلکی سے تعلق ہے چند سال ہوئے کیمرج کے ایک پروفیسر علم النجوم نے اس مسئلہ کی تحقیقات شروع کی تھی۔ اور علم ریاضی کے ذریعہ سے ایک ایسے نتیجہ پر پہونچا جو اس مسئلہ کی جان ہے جس قدر حرارت زمین کے کسی حصہ کو آفتاب سے پہونچتی ہے اس کا ۶۵ فیصدی حصہ موسم گرما میں اور ۳۰ فیصدی موسم سرما میں پہونچتی ہے زمین آفتاب کے گرد حرکت کرتے کرتے کچھ مدت کے بعد اپنا محور تبدیل کرلیتی ہے اس لئے گرمی کا موسم ۱۶۶ دن کا اور سردی کا ۱۹۹ کا ہوتا ہے جس قدر برف پڑتی ہے اس کا ایک بڑا حصہ موسم گرما میں پگھلنے سے رہ جاتا ہے کیونکہ موسم گرما بہت مختصر ہوتا ہے اس لئے رفتہ رفتہ ساری دنیا میں برف ہی برف ہوگی نہیں معلوم اس وقت کے آدمی کیسے ہونگے۔ اور آدمی ہونگے بھی یا نہیں۔ (پیسہ)

تقلید بطور یادگار۔ جاپانی شریفانہ عورتیں بڑے فخر کیساتھ اب کثرت سے گھاس کی بنی ہوئی جوتیاں پہنتی ہیں اور اس میں ایک حد تک اپنی عزت سمجھتی ہیں گذشتہ جنگ روس و جاپان میں جس قدر جاپانی عورتیں جنگی شفاخانوں میں تیمارداری کا کام کرتی تھیں ان میں اکثر گھاس کی جوتیاں بھی استعمال کرتی تھیں تاکہ چلنے پھرنے میں پاؤں کی آہٹ سے بیماروں کو تکلیف نہ ہو۔ چنانچہ اسی کی یادگار میں اب اکثر شریفزادیاں جاپان میں ان ہی کا استعمال کرنے لگیں۔

تمام منشیات زہر قاتل ہیں۔ لاہور میں ۱۱ مارچ کو کرنل اور کورین صاحب ایم ڈی آئی ایم ایس آر سی پی نے طلبائے کالج ہائے لاہور کے سامنے ایک نہایت دلچسپ لکچر ٹمپرینس کے متعلق دیا اور سائنٹفک دلائل سے منشیات کے مہلک اثرات ذہن نشین کئے۔

عام طور پر معلوم نہیں ہے کہ شراب اور دیگر منشیات نوع انسان کی اخلاقی اور جسمانی اور روحانی اور تمدنی ترقی میں کس قدر سد راہ ہیں۔

فنلینڈ کے ایک فاضل ڈاکٹر نے حساب لگایا ہے کہ گذشتہ ۳۰ سال میں تمام یورپ میں ۶۵ لاکھ آدمی براہ راست مے خواری کی وجہ سے ہلاک ہوئے یہ تعداد ان مقتولین کی تعداد سے زیادہ ہے جو انیسویں صدی کی تمام لڑائیوں میں کام آئے۔ برطانیہ فرانس اور جرمنی میں ہر سال فی ملک ۴۰ ہزار آدمی روس میں ایک لاکھ بلجیم ہالینڈ سوئٹزرلینڈ اور سویڈن ناروے میں ۲۰ ہزار فی ملک کل ۵ لاکھ ۲۰ ہزار نفوس کا تلاف شراب خوری کی بدولت ہوتا ہے لیکن اگر اس تعداد میں ان لوگوں کو بھی شامل کیا جاوے جو بالواسطہ شراب کی وجہ سے موت کا شکار ہوتے ہیں یعنے حادثات۔ فاقہ زدگی۔ امراض وغیرہ تو ۱۰ لاکھ آدمی سے کم راہی ملک عدم نہیں ہوتے یعنے ۳۰ سال میں ۳ کروڑ صرف براعظم یورپ میں جو علم و حکمت۔ علم و دانش۔ شائستگی اور تہذیب۔ خوش انتظامی اور اخلاق میں تمام دنیا کا سرتاج ہے امریکہ میں ہر سال ایک لاکھ آدمی کثرت مے نوشی سے فوت ہوتے ہیں اور ۳ لاکھ بالواسطہ۔ غرضیکہ تمام دنیا میں اگر کم سے کم تعداد فرض کرلی جائے کہ ۳۰ لاکھ آدمی شراب افیون بھنگ چنڈو پوست کوکین کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں تو اتنے ہی گھروں میں یعنی اس سے چار چند تعداد تک مصیبت کا دائرہ وسیع ہوتا ہے۔

لیکن یہ صرف براہ راست ہلاک ہونے والوں کا ذکر ہے جو کچھ تمدنی نقصانات دنیا کو منشیات کی وجہ سے پہونچے ہیں ان کا اندازہ کرنا مشکل ہے بقول ڈاکٹر اہل کے کہ صرف امریکہ میں بوجہ مے خواری کے ۱۵ لاکھ مرد اور عورتیں روزانہ دماغی اور جسمانی عوارضات کی وجہ سے جن کا اصلی سبب شراب نوشی ہے کام کرنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ خیال کرنا چاہئے کہ بد مست شرابی جو دنگہ فساد یا جرائم کرتے ہیں ان کی روک تھام اور انسداد اور قانونی چارہ جوئی کے لئے کس قدر اخراجات پولیس۔ عدالتیں۔ جیل خانے۔ محتاج خانے۔ شفاخانے۔ پاگل خانے۔ وغیرہ کی صورتوں میں ملک کو برداشت کرنے پڑتے ہیں یعنے صوبجات متحدہ امریکہ کو صرف شراب کی عنایت سے ۱۵ ارب ۳۰ کروڑ ۶۰ لاکھ روپیہ کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ امریکہ میں ۱½ لاکھ مفلس آدمی ہیں جن کے افلاس کی وجہ شراب کے سوا کچھ نہیں ہے یہ اس ملک کا حال ہے جو دنیا میں شائستہ تر سمجھا جاتا ہے۔ جاپان کی آبادی تقریباً انگلستان کے برابر ہے لیکن وہاں صرف ۴۲ ہزار آدمی

بیکار میں جبکہ برطانیہ میں ایک لاکھ ایک جاپانی مدبر سے سوال کیا گیا کہ اس فرق کی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا کہ جاپانی لوگ چاء پیتے ہیں اور برٹش لوگ شراب۔

بقول ڈاکٹر کروتھرس۔ ایم۔ ڈی کے ۔۶فیصدی اموات شراب خواری کی وجہ سے ہوتی ہیں اور ۳۰ فیصدی امراض اور ۵۰ فیصدی دیوانگی کی ذمہ وار شراب ہے اور یوروپ میں ۵۰ سے نوے فیصدی تک جرائم اسی کی وجہ سے ظہور میں آتے ہیں اپنے زمانہ کے سب سے بڑے مدبر مسٹر گلیڈسٹون وزیراعظم انگلستان نے ایک دفعہ پارلیمنٹ میں کہا تھا کہ نوع انسان کو جنگ قحط اور وباؤں نے باہم ملکر اتنا نقصان نہیں پہونچایا جسقدر کہ اکیلی شراب نے۔

بعض ڈاکٹروں کا یقین ہے کہ روس جیسی زبردست فوجی طاقت نے جو جاپان سے شکست کھائی اس کا سبب یہی ہے کہ ودکا (ایک قسم کی شراب) روسیوں کا ستیاناس کر دیا اور جاپانی صرف صاف پانی پیتے ہیں۔

ہندوستان میں بھی شرابخوری روزافزوں ہو... ۱۹۰۱ء میں آبکاری کی آمدنی ۷۰ لاکھ ۵۵ ہزار پونڈ سالانہ تھی۔ مگر ۱۹۰۵-۰۶ء میں ۲۲ لاکھ ۱۰ ہزار پونڈ سالانہ تک پہونچ گئی یعنے تین سال میں سہ چند سے زیادہ ہوگئی۔ اور ہر صوبہ میں سال بسال ترقی پر ہے اور تمام حکام اور مشنری تصدیق کرتے ہیں کہ شراب خوری کی عادت ہولناک رفتار سے ترقی کر رہی ہے۔ سابق میں صرف ارذل اقوام تک محدود تھی مگر کچھ عرصہ سے ہر فرقہ اور ہر مذہب کے لوگ اس کے عادی ہوتے جاتے ہیں۔ اور بقول مہاراجہ بردوان کے رفتہ رفتہ عورتیں اور بچے بھی شرابی بنتے جاتے ہیں۔ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن نے حکام سررشتہ تعلیم سے درخواست کی ہے کہ مدارس میں ٹمپرنس کی تعلیم داخل کیجائے اور اس درخواست پر انگلستان کے ۱۵ ہزار ڈاکٹروں کے دستخط ہیں۔

مدارس امریکہ میں ٹمپرنس کی تعلیم لازمی طور پر دیجاتی ہے اور ۲ کروڑ ۰ ۳ لاکھ طلبا کو نشہ نوشی کے نقصانات سے آگاہ کیا جاتا ہے

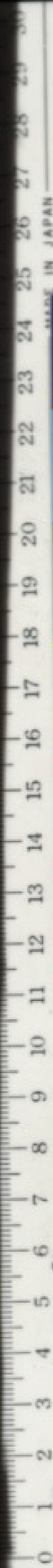
کرنل صاحب نے بہت سے شہرہ آفاق ڈاکٹروں کے تجربوں کا ذکر کیا کہ نباتات اور حیوانات اور انسانوں پر الکحل یکساں اثر کرتی ہے یعنے ان کے نشو و نما کو روکدیتی ہے ۴۰ ہزار حصہ پانی میں اگر ایک حصہ الکحل ملائی جائے تو وہ چھوٹی مچھلیوں کے نوزائیدہ بچوں کے ہلاک کرنے کو کافی ہے۔ ریپرتو یا لازم یعنے ہر ایک جاندار کے خون اور ریشیوں کے ذرہ پر الکحل کا بہت مضر اثر پڑتا ہے خون کے سفید ذرے جو تمام بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں الکحل کے اثر سے نیم مردہ ہو جاتے ہیں اور پہلے نشہ باز آدمی امراض کا آسانی سے شکار ہو سکتا ہے۔ (ا۔ رخ)

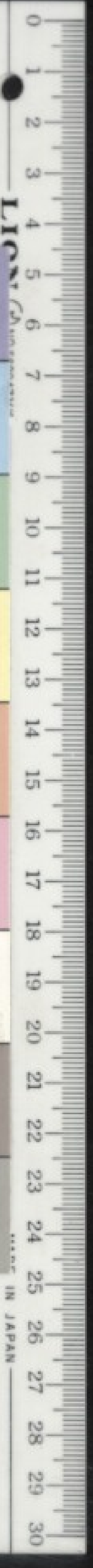
کتاب میں بم:۔ بقول اخبار سٹیسمین مسٹر کنگسفورڈ پریزیڈنسی مجسٹریٹ ... ایک سال ہوا ایک اور حملہ کیا تھا۔ مگر جس کو خدا رکھے اُسے کون مار سکتا ہے۔

ایک بم کا گولا ایک کتاب میں رکھکر پارسل کے ذریعہ اُن کے نام بھیجا گیا تھا۔ یہ ۱۰۰۰ صفحہ کی قانونی کتاب تھی۔ اس کے چھ سو صفحے پھاڑکر اس کے اندر ایک بم کا گولا نہایت ہولناک قسم کا رکھا گیا۔ اور کمانیاں لگاکر اس طریقہ سے کتاب کے اندر رکھا گیا تھا کہ پارسل کی ڈوریاں کھلتے ہی وہ چل جاتا۔ مگر خوش قسمتی سے مسٹر کنگسفورڈ نے وہ پارسل نہیں کھولا اور عرصہ گزرنے پر بھاپ سے اُڑنے والی اشیا بیکار ہوگئی تھیں

کتابی بم:۔ بم کا گولہ جو مسٹر کنگسفورڈ کے پاس بنگالی انارکسٹوں نے ایک سال کا عرصہ ہوا بھیجا تھا۔ مسٹر کنگسفورڈ نے اس وجہ سے پارسل کو نہ کھولا کہ انہوں نے خیال کیا کہ قانونی کتاب جو ایک دوست کو عاریتاً بھیجی گئی تھی واپس آئی ہے اسلئے وہ پارسل اس زمانہ سے جبکہ وہ کلکتہ میں چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ تھے مظفرپور کو تبدیل ہونے کے بعد تک اسی طرح بند رہا آخر جب اس کا اوپر کا کپڑا بوسیدہ ہوگیا تو نظر آیا کہ کتاب کے اندر ایک ٹین کا بکس ہے اور اس کے اندر پکرک ایسڈ اور کلوریٹ آف پٹاش کا مرکب بھرا ہوا ہے امتداد زمانہ سے پکرک ایسڈ خراب ہوگیا تھا اور اس لئے بم ایک بے ضرر چیز بنگیا تھا۔ یہ کتابی بم اب پولیس کے ہاتھ میں ہے

شریف ڈاکو:۔ مقدمہ مذکورہ بالا میں مسٹر سہنانے مسٹر پیٹرسن سب ڈویژنل آفیسر سیرامپور کی رپورٹ سنائی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۱۱ نوجوان بنگالی جو معزز شریف گھرانوں کی اولاد ہیں کس طرح سے ڈاکہ زنی کی ڈاکوؤں کے ساتھ شریف کی صفت کس قدر غیر موزوں ہے لیکن رپورٹ میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ لڑکے جو شریف خاندانوں سے تعلق رکھتے تھے موضع بگھاٹی ضلع سیرامپور کے رئیس بابو کشوری موہن رائے کے مکان پر ریوالوروں اور دیگر ہتھیاروں سے مسلح وارد ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کلکتہ پولیس کے افسر ہیں اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ تمہارے مکان میں بم کے گولے بنائے جاتے ہیں۔ اور مال مسروقہ تم نے چھپایا ہوا ہے۔ اس لئے خانہ تلاشی لیجائیگی۔ بابو کشوری موہن رائے نے سچ مچ اُن کو پولیس افسر خیال کیا اور کہا کہ تلاشی دینے میں مجھے کچھ عذر نہیں غرضکہ تلاشی لی گئی اور جن صندوقوں کی کنجیاں نہ ملیں وہ توڑوائے زیورات اور نقد روپیہ جمع کیا۔ تین کیش بکسوں میں تمام زیورات اور روپیہ بھر لیا اور تمام مال کی ایک فہرست تیار کی جیسا کہ عموماً پولیس والے کیا کرتے ہیں پھر تمام مال غنیمت دربان کے سر پر رکھکر کہا کہ تھانہ کو لے چلو۔ لیکن تھوڑی دور جاکر زر و زیورات ایک کپڑے میں باندھ لیا اور کچھ ایک بکس میں رکھ کر باقی دو کیش بکس تالاب میں پھینک دئیے اور ریوالوروں





کے چند فقرے کرکے جلد یئے اور دربان کو چند روپیہ دیکر کہکر اپنے گھر جاؤ اور جو کچھ تم نے دیکھا ہے اپنے آقا سے اسکا ذکر نہ کرنا۔ دربان سیدہا آقا کے پاس آیا۔ اور کل حال کہہ سنایا۔ پولیس نے تفتیش شروع کی ایک ملزم پنالال چپڑجی گرفتار ہوا۔ اس نے جرم سے اقبال کیا اور سرکاری گواہ بنکر تمام ساتھیوں کی قلعی کھول دی۔ مقدمہ جاری ہے

بجٹ میں گھاٹا۔ ہندوستان کا بجٹ جو ۲۲ ماہ حال کے اجلاس کونسل میں پیش ہوگا۔ اس میں کچھ بچت ظاہر ہونے کی امید نہیں ہے کیونکہ قحط کا سال گذرا ہے جس میں آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہوا ہے ریلوے کی آمدنی میں حد سے زیادہ کمی واقع ہوئی ہے اس لئے ۱۸ کروڑ روپیہ جو تعمیر ریلوے کے لئے منظور ہوا تھا بجائے اس کے صرف پندرہ کروڑ پر اکتفا کی گئی ہے نیز تعمیر انہار و ریلوے کے لئے ۸ کروڑ روپیہ ہندوستان میں قرض لیا جائے گا۔

اختلاف شیعہ و سنی۔ لکھنؤ میں شیعوں اور سنیوں کے مابین جو اختلاف چلا آتا ہے اور جس نے سال گذشتہ میں خطرناک صورت اختیار کر لی تھی اور جس کے رفع کرنے کے لئے نواب لفٹنٹ گورنر نے ایک کمیٹی مقرر کرکے اس کی سفارشوں کے مطابق محرم کی رسومات ادا کرنے کے لئے قواعد و ضوابط بنا دیئے تھے۔ تاحال طے ہوتا نظر نہیں آتا۔ گورنمنٹ کا منشا ان قواعد کے مقرر کرنے سے صرف یہ تھا کہ امن میں خلل نہ پڑے سنیوں کی طرف سے ایک نئی رسم یہ جاری کی گئی ہے کہ وہ چاروں اصحاب کی شان میں منقبت کے اشعار پڑھتے ہوئے جلوس بنا کر بازاروں سے گزرتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر اس میں کسی کو اعتراض نہ ہونا چاہئے تھا۔ مگر اہل شیعہ کا عقیدہ اس قسم کا ہے کہ وہ صحابہ کی تعریف سننا نہیں چاہتے جن کو بُرا بھلا کہنا ان کے دین کا جزو ہے غرضیکہ صحابہ کی ثنا موجب نزاع ہنگی اور چونکہ یہ صرف دو تین سال کی ایجاد تھی۔ اس لئے گورنمنٹ نے رفع شر کے لئے اس کی ممانعت کردی تھی۔ مگر بقول پایونیر اب کے چہلم کو سنیوں نے سرکاری حکام کی پروا نہ کی اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کا گروہ چوک بازار سے جلوس کیساتھ چاریاری کے اشعار پڑھتے ہوئے نکلا لیکن جس وقت جلوس کوتوالی کے سامنے پہونچا تو آگے اور پیچھے سے پولیس نے گھیر لیا اور سب کو کوتوالی میں داخل کیا۔ اس طرح سے امن قائم رہا

تبت کے علوم قدیمہ کی ایک عظیم اور نہایت نایاب کتاب لندن میں پہونچائی گئی ہے۔ یہ کتاب لارڈ فریچ صاحب نے ڈلائی لامہ سے بطور تحفہ کے حاصل کی جن کے پاس اس قیمتی کتاب کے دو نسخے تھے۔ ایک کتاب ڈلائی لامہ نے چین کی بڑی ملکہ کو پیشکش کی جو ابھی فوت ہوگئی ہیں اور دوسری لارڈ فریچ نے حاصل کرکے ولائت بھیجی ہے۔ اس کے معمولی دام تیس ہزار روپیہ ہیں اس کی ۱۰۲ جلدیں ہیں۔ یہ گھاس کے پتوں کے عجیب کاغذ پر لکھی ہے جو نہایت پایدار ہیں اور جنکو کیڑا لگنے کا اندیشہ نہیں ہے ہزاروں برسوں تک محفوظ رہ سکتی ہیں۔ ہر ایک ورق چار فٹ لمبا اور چھ انچ چوڑا ہے یہ تبتی زبان اور حروف میں ہیں۔ اس میں مہاتما بدھ کی تمام قابلیت کا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ علوم قدامت کے ماہرین کے لئے ایک بےنظیر تحفہ ہے۔ اس میں بیشمار باتیں ایسے رازوں کی درج ہیں جو بیرونی دنیا سے مخفی ہیں لندن کے قومی کتب خانہ میں اس کتب کی وقعت سب پر فوق رکھتی ہے لارڈ فریچ بہت فخر کرتے ہیں کہ ڈلائی لامہ نے یہ کتاب پیش کرکے بہترین ثبوت اپنی محبت اور دوستی کا دیا ہے۔

کابل میں انگریزی تعلیم۔ ایک انگریزی اخبار کے کابلی نامہ نگار کے حوالہ سے اخبار عام نے ان مشکلات کی دلچسپ کیفیت ظاہر کی ہے کہ جو کابل میں جدید تعلیم انگریزی کے پھیلانے میں امیر حبیب اللہ خاں کو پیش آرہی ہیں۔ اس کی وجہ ملاؤں کا تاریک تعصب اور سرداروں اور امیروں کی قدیم جہالت پسندی بتلائی گئی ہے۔

اس وقت خدا کے فضل سے شہر کابل میں قریب ۵ چھوٹے چھوٹے مدرسے مختلف مقامات پر جاری ہیں وہاں پرائمری کے معیار پر انگریزی تعلیم دیجاتی ہے جو ۲۰ کے سکولوں میں ہر روز تعلیم پاتے ہیں ان کی تعداد ایک ہزار تک پہونچ گئی ہے۔ امیر صاحب کا شوق ہر آن ترقی پر ہے اور اب حضور نے حکم دیا ہے کہ بیرونجات کے تمام شہروں میں بھی ایسے ہی مدرسے جاری کئے جائیں باوجود اس کوشش کے ابھی تعصب اور جہالت کا زور موجود ہے۔ بعض مُلا اب تک تعلیم انگریزی کے خلاف وعظ کرتے ہیں اور بعض سردار اہلکار بھی اُن کے ہم آہنگ ہیں۔

پچھلے دنوں قرآن شریف کی کچھ جلدیں طلبائے مدرسہ کو تقسیم کی جاتی تھیں کہ اتنے میں مشہور کیا گیا کہ ان کے اعراب صحیح نہیں ہیں اور بعض آیتیں چھوڑ دی گئی ہیں اس پر جوش عامہ بھڑکایا گیا۔ ڈاکٹر عبد الغنی نے جونہی اس تازہ شگوفہ کی بھنک پائی۔ قرآن شریف کی جلدوں کی تقسیم ملتوی کی۔ انہوں نے سردار نصراللہ خاں صاحب کی معرفت علماء کی مجلس جمع کی۔ اس مجلس نے معہ قاضی صاحب بغور امتحان کرکے معلوم کیا کہ اعراب کی غلطی کا خیال بالکل غلط ہے اور یہ قرآن شریف کی کتابیں بالکل صحیح ہیں۔ قاضی کے فیصلے پر سب کو تسلیم خم کرنا پڑا۔ چنانچہ وہ کتابیں طلبائے حبیبیہ یونیورسٹی میں تقسیم کی گئیں۔ تو بھی بعض مُلا باز نہ آئے ایک بڑے

علما نے یونیورسٹی کے خلاف وعظ شروع کئے کہ وہاں قرآن شریف غلط پڑھاتے ہیں اور انگریزی پڑھا کر مسلمانوں کو نصرانی بناتے اور دین حق سے گراتے ہیں۔ اور گمراہ کرتے ہیں۔ دوسرے ملاؤں نے اس کو اور بھی حوصلہ دلایا حتی کہ اس نے ایک معقول جماعت پیروان جمع کی جو کہ مطالبہ کرتی تھی۔ کہ حبیبیہ یونیورسٹی فوراً موقوف کی جائے یہ سراسر مکروہ ہے۔ اور تمام ہندوستانی اس ملک سے بدر کئے جائیں۔ میاں یونیورسٹی کے عملہ سے مراد تھی۔ اب بیان کیا جاتا ہے کہ جونہی حضور امیر صاحب کو اس تازہ تحریک کی خبر پہونچی۔ انہوں نے اس سرغنہ ملا کو بر سر اجلاس دربار میں طلب فرمایا۔ اس کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم اسلام سے جاہل مطلق ہو۔ اسلام تعلیم کی ترقی کا حامی ہے۔ تمام درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو لوگ اب بھی اس خواب غفلت میں مبتلا ہیں کہ جدید تعلیم کی برکت ہماری قلمرو میں روکی یا بند کیجائیگی ان کو بیدار ہونا چاہئے کوئی شخص انگریزی تعلیم کی برکت کو روک نہیں سکتا۔ افغانستان میں اس کا پھیلانا منظور ہے اس کی ترقی کا روکنا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔ اس شاہی تقریر کے بعد امیر صاحب نے حکم دیا کہ اس کم بخت ملا کو خوب زد و کوب کریں اور زاں بعد اس سے ایک بھاری جرمانہ وصول کریں اگر وہ ادا نہ کرے تو اس کو جیل خانہ میں قید کریں اس دلیرانہ کارروائی کا اثر یہ ہوا کہ گمنام مخالفوں کی سازشیں مثل غبار کے اڑ گئیں۔ ہاں یہ کون جانتا ہے کہ آئندہ اور کیا مشکلات پیش آئیں گی

نامہ نگار مذکور ایک بات پر مطمئن ہے وہ یہ کہ امیر حبیب اللہ خاں کے عہد میں انگریزی تعلیم کا یقیناً بول بالا ہے۔ ان کے عہد مبارک میں کوئی کوشش اور کوئی چالاکی مانع نہیں آسکتی۔ افغانی ان کے ذہین ہیں اور جسمانی اور دماغی دونوں طریق سے کہتے ہیں کہ ہندی طالب علموں سے بڑھ جاویں لیکن ذاتی رائے کی قدر اسے اور ہمیں معلوم [illegible]

حضور وائسرائے ماہ رواں کے آخر میں کلکتہ سے روانہ ہوکر اول امرتسر اور لاہور تشریف لائیں گے اور پھر وادی کرم کا دورہ کریں گے۔

لاہور میں وائسرائے کے خیر مقدم کی تیاریوں کے لئے رؤسائے شہر کی ایک کمیٹی مقرر ہوئی ہے اور ۲۰ ہزار روپیہ سے زیادہ چندہ جمع ہو چکا ہے جو آرائش میں صرف ہوگا۔

مسٹر گیٹ چیف سکریٹری گورنمنٹ بنگال غالباً کمشنر مردم شماری مقرر ہونگے۔ وہ آج کل فرلو پر ہیں

مسٹر ڈیمس ریونیو جوڈیشل کمشنر بلوچستان چیف کورٹ پنجاب کے جج مقرر ہونگے۔

امسال محاصل افیون میں تخمینہ سے ایک کروڑ ۶۶ لاکھ روپیہ کی آمدنی زیادہ ہے

ریلوے بجٹ میں کمی ہو جانے کی وجہ سے الہ آباد ریلی اناؤ لائن کی تعمیر امسال ملتوی کی گئی۔

امیر صاحب نے دوران قیام جلال آباد میں پشاور سے بیس اور تیس لاکھ کے درمیان میں روپیہ وصول کیا ہے جو بابت وظیفہ کے جمع تھا۔

نواب لفٹنٹ گورنر بنگال نے انجمن ترقی سائنس و تعلیم بنگال کو جو ہندی طلباء کو ممالک غیر میں وظائف دیکر حصول علم و ہنر کے لئے بھیجتی ہے ۱۰۰ روپیہ چندہ دیا ہے

سررشتہ تعلیم کی پنجسالہ رپورٹ سنہ ۱۹۰۲ء سے سنہ ۱۹۰۷ء تک مسٹر اورینج ڈائرکٹر جنرل نے شائع کی ہے اس کے مطالعہ سے ہندوستان کی ترقی تعلیم کا حال معلوم ہوگا۔

ریلوے بورڈ نے ایک کمیٹی مقرر کی ہے۔ یہ غور کرنے کے لئے کہ گندم کی یورپ کو روانگی میں کس طرح آسانیاں پیدا کیجائیں۔

مقتول بابو آشوتوش بسواس سرکاری وکیل کے دو صاحبزادوں کو گورنمنٹ نے بطور ان کے والد کی خدمات کی قدردانی کے معقول ملازمت دینے کا ارادہ کیا ہے۔

ضرورت

لڑکوں کے سکولوں کے لئے کئی لائق استادوں کی ضرورت ہے جو اردو انگریزی میں اچھی مہارت رکھتے ہوں اور میٹرکیولیشن پاس شدہ اور مڈل پاس شدہ ہوں۔ تنخواہ اور ملازمت کی شرطوں کی نسبت پادری پلیچ صاحب مشن چرچ مشنری سوسائٹی اورنگ آباد دکھن سے دریافت کرنا چاہئے۔

ضرورت

ورنیکولر مڈل سکول کلارک آباد کے لئے ایک پورے ٹرینڈ اور سرٹیفکیٹ یافتہ ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے جو فوراً کام پر آسکے سکول کے کام کے علاوہ ہیڈ ماسٹر کو استادوں کی ٹریننگ کلاس کی بھی ذمہ داری اٹھانی دیگی۔ لائق شخص کو معقول تنخواہ دیجائیگی درخواستیں پادری سی۔ ایم گف صاحب کلارک آباد ضلع لاہور کے پتے پر آنی چاہئے۔

لودیانہ سی پی ہائی سکول لودیانہ کا سالانہ جلسہ

سی پی ہائی سکول کا سالیانہ جلسہ ۱۵ مارچ کو مدرسہ کے سامنے منعقد ہوا۔

باہر کے دیسی و انگریز صاحبان تشریف لائے شروع میں چیرمین ڈاکٹر ویری صاحب نے دعا کی پھر ایک گیت گایا گیا بعد ازیں یکے بعد دیگرے انٹرنس کلاس نے اپنے پراثر دلچسپ مضامین سنا کر اور دلچسپ گیت گا کر سامعین کو محظوظ کیا کچھ تناول کے بعد جناب پادری آر۔ ڈی ٹریسی صاحب نے انیوال ایڈریس دیا جو کہ طلباء و دیگر سامعین کے لئے نہایت ہی نصیحت آمیز تھا ہیڈ ماسٹر صاحب کی رپورٹ سے معلوم ہوا کہ مدرسہ کی حالت خاطر خواہ و ترقی پر ہے بعد ازاں انعامات تقسیم کئے گئے پھر پادری پریلاس صاحب نے دعا کی اور آخر چیرمین صاحب کی الوداعی کلمات کے بعد اختتام

اشتہارات

لاکھ روپیہ کی جان کے واسطے

صرف سہ فرچ بنات ہی کیا ہے

دیکھو گرمی کا زمانہ آیا اور ساتھ ہی جگہ جگہ ہیضہ ہونا بھی ممکن ہو سکے وقت بچو ں میں ایک شیشی عرق کا فور گھر میں ڈال رکھئے جو ڈاکٹر ایس کے برمن کا تیار کردہ

اصل عرق کافور

سو برس سے تمام ہندوستان میں لاکھوں بلکہ کروڑہا ہیضے کا اکسیر علاج ہو سنہ ۱۹۰۰ء میں جب احاطہ بمبئی میں قحط اور ہیضہ پھیلا تب اسی عرق کافور سے ہزاروں اشخاص کی جان بچی تھی اور تین مہینے میں ایک لاکھ شیشیاں فروخت ہوئی تھیں سینکڑوں جنہیں بڑے بڑے سارٹیفکٹ اس کے موجود ہیں ہرگز دل بہر نہیجے جعلی عرق سے ہوشیار رہئے قیمت فی شیشی ۸ر ڈاک محصول ایک سے سہ شیشی تک ۵ر

ہم تو بلا قیمت دیا جاتا ہے

ضرور نا ہے اگر آپ بلا قیمت اس کا نمونہ لینا چاہتے ہیں تو محصول ڈاک کے واسطے دو پیسہ کا ٹکٹ پیدا خانہ میں بھیجئے اور کسی خط میں دس خواندہ وار رئیسوں کے نام وپتہ صاف طور پر لکھ دیجئے۔ پتہ۔ مقام۔ ڈاکخانہ۔ ضلع لکھئے

المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵۳ تارا چند دت اسٹریٹ۔ کلکتہ

مفت انعام۔ نورافشاں کے ہر ایسے خریدار کو جو اپنی پیشگی قیمت کے علاوہ ایک نئے خریدار کی پیشگی قیمت ہمارے پاس بھیجینگے تو گنجینہ اسلام۔ یا ستیارتھ پرکاش درپن یا موازنہ مذاہب میں کوئی ایک جلد مفت انعام دینگے۔ مینجر نورافشاں۔

پرسبیٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں اب تک اس فنڈ نے ۸ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے۔ اور قریباً آدھ لاکھ روپیہ سود کے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر

ہو سکتا ہے +

رپورٹ سنہ پراسپکٹس اردو انگریزی میں مینیجنگ ممبر پادری والٹر بی کلارک ایم اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں

سنڈے سکول کے پرچے

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول بلا محصول ۱۰ مع محصول ۱۱ قیمت ۵ کاپی سبق سنڈے سکول ۱ر۔ ہر قسم کی خط وکتابت سنڈے اسکول کے پرچوں کے متعلق مسٹر پی وائلی مینیجر مشن پریس لودیانہ سے ہونی چاہئے۔

مخزن مسیحی

یہ ایک پندرہ روزہ مسیحی پرچہ ہے جو دو من اردو انگریزی زبانوں میں مسیحی کانفرنس کی خاطر شائع ہوتا ہے نمونہ کا پرچہ درخواست آنے پر روانہ کیا جاتا ہے۔ تمام درخواستیں بنام ایڈیٹر مخزن مسیحی الہ آباد ہونی چاہئیں۔

انڈین سٹینڈرڈ

پرسبیٹیرین کلیسیائے ہند کا انگریزی رسالہ

ایڈیٹر پادری فرینک ایشکرافٹ ایم اے۔ رہتک

سٹینڈرڈ بنیاد پر تمام ہندوستانی کلیسیاؤں کے اتحاد کا حامی ہے اس میں مشن کے کام کے متعلق ہر پہلو پر آزادانہ طور پر رائے زنی کیجاتی ہے ہر ایک مشنری کو اس کا خریدار ہونا چاہئے۔ ہر مہینہ اجمیر میں سکاٹش مشن انڈسٹریز کمپنی میں شائع ہوتا ہے۔ قیمت ۲ر سالانہ مع محصول ڈاک۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک		عہ

ہندوستان پنجاب		عہ ۸ر

غیر ملک سے		ع ۸ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	۸ر	ے
چوتھائی کالم	۸ر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	سےعہ
پورا کالم	عہ	سےعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر بعد کیلئے ار فی سطر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں

سی بی۔ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۷۵ء

پرفضا محل وقوع

مستند استادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں۔

شرح - خرچ خوراک مع فیس جماعت فی ماہ - صہ
اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں لعہ - ۳ یا زیادہ - للعہ
کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں چین کشا کرو کونل وکیرم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا بنا ہوا ارزاں قیمت پر طیار ہوتا ہے قیمت کشا لعہ سے سات ۳۳ تک کرو کونل فی لعہ - مزید دریافت حال کے لئے مینجر صاحب اسکول ہذا سے خط وکتابت فرماویں +

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نوانشاں کیلئے لودیانہ مشن پریس لودیانہ میں زیر اہتمام والٹی باور کے چھپا اور شائع ہوا۔